سیرت ہاشمی رح

حالاتِ حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ رحمتہ اللہ علیہ قطبُ دکن
بیجاپور

از

کاظمی شطاری القادری

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)



گنبد شریف حضرت قطب دکن سید شاہ ہاشم حسینی العلوی قبلہ رح بیجاپوری

فہرست مضامین سیرت ہاشمیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیرت ہاشمی رح

(الموسوم بہ)

حالات حضرت قطب دکن سید شاہ ہاشم حسینی العلوی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

بیجاپور

(مرتبہ)

صوفی شاہ محمد حمید حسین کاظمی شطاری القادری خلیفہ دکن کمیٹی اوقاف

ادارۂ خانقاہ ہاشمی اناساگر جوگی پیٹ

(گزارندۂ منجانب ادارہ)

شیخ احمد شطاری القادری (مینیجنگ ڈائرکٹر مسلم اسٹور) خلیفہ: محمد کمیٹی اوقاف

ادارۂ خانقاہ ہاشمی اناساگر جوگی پیٹھ ضلع میدک آندھرا پردیش

(وقف برائے ترمیم گنبد شریف ہاشم پیر دستگیر قبلہ رحمۃ اللہ علیہ بیجاپور علاقہ کرناٹک)

پیش لفظ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین فخر السادات حضرت سید شاہ عبد اللہ حسینی صاحب قبلہ العلوی الہاشمی سجادہ نشین ہاشم پیر دستگیر قبلہ قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ بیجاپور و برادر سجادہ عالی وقار حضرت سید شاہ ہاشم حسینی صاحب قبلہ العلوی الہاشمی شطاری القادری

صدر جمعیت علمائے ہند شاخ بیجاپور

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین واتباعہ وتابعیہم الیٰ یوم الدین ہ

امابعد: مجسمہ روحانیت پیکر سنت موید باللہ آفتاب ولایت قطب الاقطاب سیدنا مرشدنا ماجد الامجد حضرت سید شاہ ہاشم حسینی صاحب قبلہ علوی شطاری القادری رحمۃ اللہ علیہ قطب دکن بیجاپور کی عظیم المرتبت ہستی چنداں محتاج تعارف نہیں۔

آپکو جو علو مرتبت اور امتیازی شان حاصل تھی وہ عقیدتمندانہ نفوس وارادتمندانہ قلوب سے اظہر من الشمس ہے

آپ ۹۸۴ھ میں تولد ہوئے (۷۳) سال عمر پائی اور ۱۰۵۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ کے حالات وواقعات کا کافی ذخیرہ تاریخ دکن بیجاپور اور آپ کے خلفائے کرام کے ملفوظات میں بزبان فارسی موجود ہے

چنانچہ آپ کے خلیفہ غواص بحر شریعت و معرفت حضرت سید شاہ نعیم اللہ حسینی صاحب قبلہؒ نے اپنے پیر و مرشد کے حالات وکرامات وخوارق عادات کو بزبان فارسی لکھ کر ملفوظ ہاشمی سے موسوم فرمایا ہے اور آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت شاہ مراد دولےؒ نے جن کا مزار مبارک حضرت کی گنبد شریف کے مشرقی جانب (۲۰) قدم کے فاصلہ پر واقع ہے اپنے پیر و مرشد کے سوانح حیات مجیب المقول واقعات بڑی ارادت وعقیدت سے قلمبند فرما کر اس کتاب کا نام مقصود المرادین رکھا ہے یہ ہر دو قلمی نسخہ جات کتب خانہ ہاشمی میں تاحال محفوظ ہیں۔ جس کا کچھ اردو ترجمہ فرما کر عم بزرگوار حضرت سید شاہ مصطفیٰ حسینی صاحب قبلہ العلوی الہاشمیؒ نے بعنوان تذکرہ قطب دکن ۱۳۶۷ھ میں طبع فرما کر عقیدتمندوں کو آپکی عظیم المرتبت ہستی سے روشناس فرمایا ہے

تذکرہ قطب دکن کا ذخیرہ ختم ہونے کے مد نظر وابستگان ہاشمی کی خواہش وعقیدتمندوں کے اصرار کے مد نظر فقیر ضعیف العباد اس امر کا متمنی تھا کہ کتب خانہ ہاشمی کے موجودہ ذخیرہ علمی سے مزید حالات کا اضافہ کر کے بہ شکل سوانح حیات حضرت قطب دکنؒ کی سیرت مبارک منظر عام پر لائی جائے۔

ف۔ فقیر کی اس دلی تمنّا کو پوری کرنے میں سلسلہ ہاشمی کے ممتاز خلیفہ صوفی شاہ محمد حیدر حسین صاحب کاظمی شطاری القادری خلیفہ اکبر عارف باللہ واصل الی اللہ صوفی عابد علی شاہ صاحب رح (صاحب خانقاہ ہاشمی اناساگر جوگی پیٹھ ضلع میدک علاقہ حیدرآباد) نے جو جدوجہد کی ہے وہ لائق تحسین وقابلِ مبارک باد ہے۔

فی الحقیقت کاظمی سلمہ کی یہ ناقابل فراموش یادگار ہے کہ انھوں نے اپنے دوران قیام بیجاپور میں کتب خانۂ ہاشمی سے سوانح حیات کا مواد حاصل کر کے سیرتِ ہاشمی کے عنوان سے حضرت قطب دکن کے حالات کو مختصر اور جامع طور پر مرتب کرنے کی سعادت حاصل کر کے نوشتہ بماند کا مصداق پورا کیا ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

ف۔ اس موقع پر اس امر کی وضاحت بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت عم بزرگوار سیّد شاہ مصطفےٰ حسینی صاحب قبلہ علوی الہاشمی رح کی قدر شناس نگاہوں میں کاظمی سلمہ کو جو مقام حاصل تھا وہ عم محترم کے وقتاً فوقتاً ارشادات اور آپ کے مکتوبات سے واضح ہے۔ چنانچہ جاں نثار ہاشمی شیخ احمد صاحب شطاری القادری (منیجنگ ڈائرکٹر مسلم اسٹور حیدرآباد دکن) کو عم بزرگوار نے بتاریخ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۵ء جو مکتوب لکھا ہے اسکے حسب ذیل جملے اس حقیقت کے شاہد حال ہیں

"جاں نثار ہاشمی۔ حال ہی میں ایک مدلل ولاجواب (۱۶) صفحات کا مکتوب منجانب مولوی کاظمی صاحب وصول ہوا۔ جس کے دیکھنے سے

معلوم ہوا کہ دنیا میں ایسے فاضل ہستیاں بھی ہیں جو مضامین کے دریا بہا دیتے ہیں۔ خوفِ خداوندی خشیت الٰہی تقویٰ و طہارت انسان میں نہو تو وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ تصوّف کیا چیز ہے؟ کلمہ کی حقیقت کیا ہے؟ اس پر مولوی کاظمی صاحب نے نہایت خوبی سے لکھا ہے جو تحریر کیا ہے دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مختصر یہ کہ قلم توڑ دیا ہے لاریب حق کو فروغ ہے اور باطل کو خسارہ۔"

ف۔ اسی جوہر شناسی و قرب روحانیت توجہات بارگاہ حضرت قطب دکن رح کا کرشمہ تھا کہ عم بزرگوار کے انتقال پُر ملال کا اطلاعی کارڈ کاظمی صاحب کو بتاریخ ۷ رمئی ۱۹۵۹ء روز پنجشنبہ بیجاپور سے نکل کر اسی روز میدک جیسے دور دراز مقام پر پہونچکر محو نے حیرت بنا چکا ہے جبکہ بیجاپور میں جسد مبارک کی تدفین بھی عمل میں نہیں آئی تھی۔ ٹپہ خانہ بیجاپور ٹپہ خانہ میدک کے تاریخی مواہیر اس حقیقت کے شاہد حال ہیں۔

اس خصوص میں کاظمی صاحب نے فقیر ضعیف العباد کو جو مکتوب تحریر فرمایا ہے اُسکی قبل ازیں نشر و اشاعت ہوچکی ہے۔ جس کو ان کے ایک مخلص ارادتمند پروانۂ ہاشمی مسعود احمد سلمہٗ شطاری القادری نے بعنوان فیضان ہاشمی طبع کرانے کی سعادت حاصل کی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مکتوب کاظمی مورخہ ۹ ذیحجہ ۱۳۷۸ھ کو مع اطلاعی کارڈ مورخہ ۷ رمئی ۱۹۵۹ء کے بلاک کیساتھ سیرت ہاشمی کے اختتام پر طبع کرایا جائے تاکہ اہل یقین کے ایقان میں زیادتی اور مذبذبین کو

معلوم ہوجائے کہ فتوحاتِ ربانی و فیوضیاتِ سبحانی کے دروازے مسدود نہیں ہوئے۔ آفتابِ نبوت کے ذرّے تا ابد چمکتے رہیں گے اور صاحب دلوں کے روحانی تصرفات تا ابد جاری و ساری رہینگے۔

بمصداق ؎ اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیرِ جستہ باز گرد انند ز راہ

اختتام پر فقیر ضعیف العباد کی دلی دعا ہے کہ بہ طفیل حبیب پاک و بہ تصدق حضرت قطبِ دکن حق تعالیٰ کاظمی سلمہ کے مقاصد دینی و دنیوی کو پورا فرمائے اور ان کی عاقبت کو محمود بنائے اور اس سیرتِ پاک کے فیضان سے فدایانِ ہاشمی کو روشن دل و دیدہ ور فرمائے۔ آمین ثمہ آمین

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

المرقوم ۵ ر دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء

فقیر ضعیف العباد

۱۔ سید شاہ عبداللہ حسینی (العلوی الہاشمی شطاری القادری)
سجادۂ بارگاہِ حضرت قطبِ دکنؒ بیجاپور

۲۔ سید شاہ ہاشم حسینی ہاشمی (العلوی شطاری القادری)
برادر سجادہ بارگاہِ حضرت قطبِ دکنؒ بیجاپور

پیشکش

(از)

ادارۂ خانقاہ ہاشمی اناساگر جوگی پیٹھ ضلع میدک
(حیدرآباد دکن)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ امر چنداں محتاج وضاحت نہیں کہ انسان کے فرائض و اعمال میں سب سے مقدم اور سب سے اہم خدمت یہی ہے کہ انسانی اخلاق کی اصلاح نفوس بشریہ کا تزکیہ تہذیب انسانیت کی تکمیل کیجائے انسانی نفوس کا تزکیہ و تصفیہ اسی صورت میں ہوتا ہے جبکہ بزرگانِ عظام و اولیاء کرام کے ملفوظات و ارشادات۔ عبادات و مجاہدات طرز بود و باش و حسن معاشرت محاسن اخلاق و اوصاف پیشِ نظر رہے۔

یہی انسانی اخلاق کی اصلاح و تکمیل کا بہترین ذریعہ ہے اصلاح حال کا اس سے زیادہ صحیح اور موثر طریقہ نہیں ہوسکتا کہ پیکر اخلاق

خود سامنے ہوا اور اسکی علمی زندگی کا آئینہ ہمارے پیش نظر رہے یہی ایک نکتہ ہے جسکا ادراک متمدن اقوام نے کیا اور اپنے بزرگوں کے کارنامے اپنی دسعت کی حدتک محفوظ رکھے۔

اسی اصول کے پیش نظر پیر دستگیر حضرت قطب دکن سیّد شاہ ہاشم حسینی قبلہ علوی شطاری القادری ؒ بیجاپور کے حالات و واقعات انکے خلفاء کرام نے بزبان فارسی مرتب فرماکر ملفوظ ہاشمی و مقصود المراد سے موسوم فرمایا ہے۔

جس کے منجملہ چند واقعات کی اردو میں ترجمانی فرماکر حضرت پیرزادۂ عالی وقار سید شاہ مصطفیٰ حسینی صاحب العلوی الہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے بعنوان تذکرۂ قطب دکن شائع فرمایا ہے۔ اگر موجودہ تصانیف کی روشنی میں آپ کی سیرت مبارک پر غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ آپ نے قولاً فعلاً و حالاً اپنے ہادی اپنے رہبر اپنے جد امجد اپنے محبوب و محسن احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھیلائی ہوئی شریعت کو زندہ اور روشن کرنے میں آپ کی نیابت کا پورا حق ادا فرمایا ہے۔

آپ کے اثرات باطن و تصرفات معنوی نے شراب دنیا کے متوالوں کو ہوش میں لایا۔ سوتے ہوؤں کو جگایا خواب غفلت کے بیجروں کو بیدار کیا جہلا کو علماء اور علماء کو صاحبان عمل بنادیا۔ بگڑے ہوئے قلوب کو سنوارا۔ مردہ دلوں کو زندہ کیا۔ مخلوق پرستوں کو توحید پرستی سکھائی۔ اور حق سے دور افتادوں کو دائرہ وحدت میں

سمیٹا۔ نفس و شیطان کے محبوس قیدیوں کو ان کے خونخوار پنجوں سے چھڑایا۔ مغالطہ کے ناپید سمندر میں ڈبکیاں کھانے والوں کو عرفان و حقیقت کے جہاز پر سوار کرکے کنارے لگادیا۔ زہر ہلاہل کے پینے والوں کو امرت کے گھونٹ پلایا۔ گمراہان حقیقت کو خضر راہ بنکر منزل مقصود تک پہونچادیا۔

غرض آپ میں جذب و کشش کی جو مقناطیسی تاثیریں پنہاں تھیں۔ وہ آپ کے حالات و واقعات کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہیں۔ بمصداق

آسماں والوں میں شہرت تیری ہر خصلت کی ہے
اور زمین والوں میں عزت تیری ہر سیرت کی ہے

ف۔ احقر العباد و خادم ادارۂ ہاشمی کو متعدد بار بدوران قیام بیجاپور کتب خانہ ہاشمی کے خرمن علم سے مستفید ہونیکا موقع ملا ہے۔

اسی دوران میں قبلہ محترم روحی فدا حضرت سید شاہ حمید اللہ حسینی حسن قبلہ العلوی الہاشمی شطاری القادری سجادہ نشین بارگاہ حضرت قطب دکن بیجاپور نے تذکرہ قطب دکن کا ذخیرہ ختم ہونیکے مدنظر عوام کی خواہش اور سیرت ہاشمی کی اہمیت کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ موجودہ تصانیف کی روشنی میں مختصر و جامع حالات بہ شکل سوانح حیات مرتب کرنے کی سعادت حاصل کروں۔

گو اس ارشاد کی تعمیل ناچیز کے حوصلہ سے بلند و بالا تھی برپں ہم

باتثال امر اپنی کم مائیگی و ہیچدانی کے باوجود حصول سعادت کے ذوق میں ترتیب سیرت ہاشمی کی جو جرأت کی گئی ہے۔ وہ حضرت قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کرم ان کے جانشیں محترم کے توجہہ اتم کا صدقہ ہے۔ اور بس

بہ تعمیل ارشاد حضرت ممدوح والا شان مکتوب مورخہ ۹ ہر ذالحجہ ۱۳۷۸ھ کی نقل اور مکتوب وصال حضرت سیّد شاہ مصطفےٰ حسینی صاحب قبلہ علوی الہاشمی رحمتہ اللہ علیہ پیر زادۂ عالی خصال مورخہ ۷ مئی ۱۹۵۹ء کے بلاک کے ساتھ اختتام سیرت پر نمایاں کیا گیا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ)

سخت ناسپاسی اور نا شکر گزاری ہوگی اگر اس حقیقت کا اعتراف نہ کروں کہ تاریخی حالات کی فراہمی اور سیرت ہذا کی ترتیب میں پیرزادگان محترم حضرت سید شاہ ہاشم حسینی صاحب قبلہ علوی الہاشمی و حضرت سید شاہ عبدالباری صاحب قبلہ علوی الہاشمی خلف و خلفاء عارف باللہ واصل الی اللہ حضرت سید شاہ مصطفےٰ حسینی صاحب قبلہ العلوی الہاشمی رحمتہ اللہ علیہ نے ممکنہ تعاون عمل سے رہین منت فرمایا ہے چونکہ یہ انمول موتی احقر العباد کو کتب خانہ ہاشمی بیجاپور کے خزانہ علمی سے ہاتھ آئے ہیں۔ احقر العباد نے صرف ترتیب و تنظیم کی خدمت انجام دی ہے۔ لہٰذا اپنے عقیدت کے اس مالے کو منجانب ادارہ اپنے ہر دلعزیز سجادۂ عالی وقار جانشین حضرت قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ بیجاپور حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی صاحب قبلہ

العلوی الہاشمی شطاری القادری مدظلہ العالی کے گلوگیر کرتے ہوئے آپ ہی کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرنیکی عزت حاصل کر رہا ہوں

گر قبول افتد زہ عز و شرف

احقر العباد خادم الفقرا

شاہ محمد حمید حسین کاظمی شطاری القادری

خلیفہ و رکن کمیٹی اوقاف خانقاہ ہاشمی اناساگر

جوگی پیٹھ ضلع میدک

(سیرت ہاشمی حاصل کرنے کا پتہ)

شاہ محمد مشتاق حسین کاظمی شطاری القادری

درگاہ آستانہ ہاشمی اناساگر آخری الٹگ قریب ناگم پلی

تحت ٹپہ خانہ جوگی پیٹ ضلع میدک اے پی پن کوڈ نمبر 502270

انڈیا

ھدیہ بیس ۲۰ روپے

وقف برائے اشاعت جلوۂ کلیم مصدرہ فیوض ۱۳۵۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرت ہاشمی حضرت قطب دکن رحمۃ اللہ علیہ بیجاپور

افتتاحی حالات فخر السادات جامع الکمالات عارف باللہ واصل الی اللہ تاج السالکین راس العارفین قطب دکن بیجاپور حضرت سید شاہ ہاشم حسینی صاحب قبلہ علوی شطاری القادری المخاطب عند الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہاشمی ہاشمنا علی ولی اللہ

قصبہ برہان پور علاقہ گجرات میں ۹۸۴ھ میں تولد ہوئے علاوہ روحانی تعلق کے آپ کو جسمانی جہت سے بھی حضور انور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آل پاک میں داخل ہونیکا فخر حاصل ہے

آپ کے والد بزرگوار سید السادات مصدر کرامات سید شاہ برہان الدین حسینی العلوی الاحمد آبادی کا سلسلہ نسب حضرت سید الشہداء سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ نواسے آپکی دختر نیک اختر سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ علیہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کا نسب نامہ پدری حسب ذیل ہے۔

سید ہاشم حسینی ابن سید برہان الدین حسینی ابن سید نصر اللہ حسینی ابن سید عماد الدین حسینی ابن سید عطا محمد حسینی ابن سید معین الدین حسینی ابن سید بہاؤ الدین حسینی ابن سید کبیر الدین حسینی ابن سید ظہور الدین حسینی ابن سید شمس الدین حسینی ابن سید بدر الدین حسینی۔ ابن سید علیم الدین حسینی۔ ابن سید بہاؤ الدین حسینی ابن سید جمال الدین حسینی۔ ابن سید احمد حسینی۔ ابن سید مجتبیٰ حسینی۔ ابن سید منتخب الدین حسینی۔ ابن سید مرتضیٰ حسینی۔ ابن سید عریض حسینی۔ ابن سید احمد حسینی ابن سید امام موسیٰ حسینی رحمۃ اللہ علیہ۔ ابن سید امام نقیؑ حسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سید امام علی موسیٰ رضا حسینی ابن سید امام جعفر صادق حسینی ابن امام محمد باقر حسینی رضی اللہ عنہ ابن سید امام زین العابدین حسینی رحمۃ اللہ علیہ ابن سید الشہداء سبط رسول اللہ امام حسین رضی اللہ عنہ۔ ابن امیر المومنین اسد اللہ الغالب ساقی کوثر علی مرتضیٰ برادر عموئی خلیفہ و جانشین و داماد سید العرب والعجم سید المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

اہل بیت کی شان میں آیۃ تطہیر اور متعدد احادیث مروی ہیں۔

کما قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا ٥ یعنی اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تم کو خوب پاک کرے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ۔ یعنی رسول الکریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہلِ بیت کی شان تم میں ایسی ہے
جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جس نے اس پر سوار ہوا وہ نجات پایا
اور جو شخص اس کو چھوڑا وہ ہلاک ہوگیا۔

حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ اہلبیتؑ کی تعریف میں بصد
عقیدت یوں فرماتے ہیں ؎

آلُ رسولی ذریعتی وھُم الیہ وسیلتی
ارجُوا بھم اعطیٰ غداً بید الیمین صحیفتی

یعنی میرا وسیلہ و ذریعہ اگر پوچھتے ہو رسول اللہ کی آل ہے جو روزِ
قیامت داورِ محشر کے روبرو جب میری حاضری ہوگی تو قرآنِ کریم کو
ہاتھ میں اور وسیلہ آل رسول اپنے ساتھ لئے ہوئے حاضر ہوں گا ۔

حضرت عاشق ہادی شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسول

حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

دست او را از اہل آن بیعت بود — کہ ید اللہ فوق ایدیھم بود
دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست — دستِ او جز قبضہ اللہ نیست

آپکا مادرزاد ولی ہونا واقعہ رضاعت

آپ کی ولادت باسعادت کے تین گھنٹہ کے
بعد آپکی والدہ محترمہ کا وصال ہوگیا اکثر و بیشتر
عورتیں آپ کو دودھ پلانے کی بہتیرے کوشش کی اس مادرزاد ولی

واقفِ اسرارِ خفی و جلی نے کسی عورت کا بھی دودھ نہ پیا
متعلقین کو فکر دامنگیر ہوئی۔

بالآخر ایک نابالغہ ناکتخدا لڑکی نے وضو وغیرہ سے فارغ
ہو کر اپنی چھاتی (چوچی) آپ کے دہن مبارک میں دی۔ آپ
اس کے پستان چوسنے لگے۔ جس سے اُس عورت کو دودھ آگیا
اُسی عورت کے دودھ سے آپ چھوٹے سے بڑے ہوگئے۔ جب
کبھی وہ عورت بھول کر بلا وضو دودھ پلانا چاہتی تو آپ منہ پھیر لیتے
سبحان اللہ اس مادرزاد ولی کی کیا شان قطبیت ہے۔ یہ فضل
ہے اللہ کا چاہے جسے بخشے ۔ ؎

این سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قُل اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسعٌ
علیم یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

آپکی تعلیم و تربیت

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو سب سے پہلے
آپ کے والدِ بزرگوار نے قرآن کریم و
فرقان عظیم کی آپ کو تعلیم دلوائی اس کے بعد آپ نے فقہ تفسیر و
حدیث کو بڑے بڑے نامور اساتذہ سے تحصیل فرمایا۔ چند ہی
روز میں عوام و خواص میں آپ کو مقبولیت عامہ حاصل ہوئی ۔

توجہ الی اللہ کے ابتدائی حالات

حضرت عارف باللہ واصل الی اللہ قطب دوران
سید شاہ ہاشم حسینی قبلہؒ اپنے ابتدائی حالات

اِس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ۔

جب میری عمر (۱۶) سولہ سال کی ہوئی تو میں نے اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ برہان الدین حسینی علوی قبلہؒ کی خدمت اور اُن کے احکام کی تعمیل اپنے لئے فرض اوّلین سمجھا نفس کے خلاف کرنا اپنے اُوپر لازم گردانا۔ احکام خداوندی و فرمانِ مُصطفوی پر ایمان و یقین رکھکر عمل کرنے لگا۔ روزآنہ قرآن کریم کی بلاناغہ تلاوت کیا کرتا جب میری عُمر (۳۰) تیس سال کی ہوئی تو میں نے اپنے بزرگوں کا طریقہ اختیار کیا کبھی مکان سے کھانا طلب نہیں کیا جب کبھی آیا اور جو کچھ بھی آیا کھالیتا۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ کچّا ہے یا پکّا ہے، کھارا ہے یا پھیکا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جو کچھ کھلاتا کھا کر اُس کا شکر بجا لاتا زنہار حرفِ شکایت زبان پر نہ لاتا۔

آپ کے والد بزرگوار کا لنگر خانہ

آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار کے لنگر خانہ میں روزآنہ تین ۳ من گوشت صبح اور تین ۳ من شام میں پکتا تھا۔ ہزار ہا بزرگ اِس لنگر خانہ سے شکم سیر ہو کر جایا کرتے تھے لیکن والد بزرگوار نے مجھ فقیر کو کبھی طلب فرما کر لنگر خانہ کا پخت روانہ کیا اس طرح پورے نو سال گزر گئے۔

آپ کی گزر بسر

ارشاد فرماتے ہیں کہ میری گزر بسر کے لئے (۵) پانچ روپیہ ماہانہ مقرر تھے فقیر اسی رقم سے کچھ راہِ خدا میں خرچ کرتا باقی سے سامانِ معیشت خریدتا۔

آپکی کتخدائی اور بعد کتخدائی آپکی گزر بسر

ارشاد فرماتے ہیں کہ جب والد بزرگوار نے میرا عقد کیا۔ شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ پدر بزرگوار نے شادی میں دل کھول کر خرچ کیا۔ ہزار ہا لوگ شریک عقد تھے بہترین طعام ولیمہ تھا۔ بڑے بڑے امراء و رؤساء اکابرین و عمائدین شہر سادات کرام مشائخین عظام مدعو تھے غربا و فقرا کے لئے اذن عام تھا۔

دلہن کے لوگوں نے بھی بڑی شان و شوکت سے حصّہ لیا۔

اون کی جانب سے زر و جواہر بیش قیمت زیورات۔ بے بہا مصنوعات بڑے بڑے قالین و پردہ ہائے بہترین ہمارے گھر آئے عقد کے بعد جب دلہن کو مکان لائے تو والد بزرگوار نے ہمارے لئے اُس میں سے صرف ایک شطرنجی بچھانے کے لئے عنایت فرمائی۔ حالانکہ آئی ہوئیں بے حساب عدیم النظیر چیزیں موجود تھیں۔

چند روز کے بعد میرے والد بزرگوار سے لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ موسم سرما ہے۔ شدت کا جاڑا ہے لہٰذا براہ کرم اوڑھنے کے لئے (سید ہاشم حسینی اور اُنکی اہلیہ کو) لحاف عنایت کیجئے تاکہ وہ سردی سے محفوظ رہیں۔ ان ہمدردوں کی استدعا کو والد بزرگوار نے قبول فرما کر ایک دولائی سرفراز فرمایا۔ صرف ایک شطرنجی اور ایک لحاف پر چار سال گزر گئے۔ بعد عقد والد بزرگوار نے مجھ فقیر کے اخراجات کے لئے (۶/۱۲) چھ روپیہ بارہ آنہ ماہانہ مقرر فرمایا

تھا جو ہر ماہ خادم کے ذریعہ مجھ فقیر کو ملا کرتے۔ جس سے روزانہ دو کف جوار کی کھیلیاں بنوا کر کچھ تو اجرت میں دیدیا کرتا مابقی اپنے مکان میں لاکر معہ اپنے لواحقین کے گزر بسر کرتا۔

ایک دفعہ ایک نئے خادم نے پورے (عہ) سات روپیہ مجھے لاکر دیئے۔ اسکو میں نے اپنی بیوی کے سپرد کر دیا۔ جسکو انہوں نے مکان کے اخراجات میں لایا۔ جب میرے والد بزرگوار کو معلوم ہوا کہ اس خادم جدید نے بجائے (۲) کے پورے (عہ) سات روپیہ لیجا کر دیا ہے تو آپ نے اُس خادم کو نہایت ہی سختی سے حکم دیا کہ زائد ہر واپس لاکر دیئے۔ اُس خادم نے جب آکر ذکر کیا تو مجھے بڑی ندامت ہوئی چونکہ پوری رقم مکان کے اخراجات و تکمیل ضروریات میں صرف ہوچکی تھی۔ بالآخر اپنی بی بی سے کل حال بیان کرنے پر بی بی نے خریدی ہوئی جوار فروخت کرکے ہر خادم کے حوالہ کر دیا۔

احتیاط و نفس کشی کی تربیت میں آپکے والد بزرگوار کی دوراندیشی

ان واقعات سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کس قدر بخیل تھے یا اپنے فرزند کے ساتھ کس قدر سرد مہری تھی نہیں نہیں ہرگز نہیں پدرِ بزرگوار کی سخاوت و ایثار کا یہ حال تھا کہ روزانہ آپ کے لنگر خانہ سے ہزارہا لوگ پیٹ بھرا کرتے۔ سخاوت کی دنیا بہہ رہی تھی صدہا مخلوق کو لاکھوں روپیوں سے بطور قرض امداد ہوا کرتی تھی۔

ہر تو کیا اگر اپنے فرزند دلبند کے لئے چار ہزار بھی خرچ کرتے تو کوئی بات نہ تھی۔ کبھی آپ چیں بہ جبیں نہ ہوتے مگر آپ کو اپنے نورِ نظر لختِ جگر کو اپنا سچا جانشین بنانا تھا۔ اِسلئے آپ کے نزدیک احتیاط و نفس کشی کی تعلیم و تربیت لازمی و ضروری تھی۔ بمصداق

بت شکستن سہل باشد نیک سہل — سہل دیدن نفس را جہل است جہل

آپکے والد بزرگوار کی وفات

ارشاد فرماتے ہیں کہ آزمائشوں کا دور ختم ہونے کے بعد میرے والد بزرگوار نے مجھے اپنے نزدیک طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا مجھکو تمہارا امتحان لینا تھا اور زرِ شرافت کو محکِ امتحان پر گھس کر دیکھنا تھا الحمد للہ تم کامیاب نکلے ؎

بہر منزل کہ رو آرد خدایا — نگہدارش بحفظ لایزالی

جب والد بزرگوار کا وقت آخر آن پہونچا تو آپ نے مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا میرا وقت آخر ہے میری وصیت گوشِ ہوش سے سن لو اور اُس پر عمل کرو۔

جو کچھ مجھ فقیر کو اپنے بزرگوں سے اسرار و رموز سینہ بہ سینہ عطا ہوئے تھے۔ میں تم کو بہرہ ور کیا ہوں البتہ بعض دُرِ مکنون اسرارِ الٰہی و تجلیات نا متناہی جو عالم البطون میں ہیں اُس کا انکشاف تمہارے چچا زاد برادر سید شاہ عبداللہ حسینی العلوی احمد آبادی سے ہوگا تم اُنکے پاس پہونچنے میں دریغ نکرو اپنے دامنِ مقصود کو گلہائے مراد سے

بجرلو ۔ یہ وصیت فرما کر آپ راہی ملک بقا ہوئے ۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ؕ

حسب وصیت آپکا احمد آباد پہونچنا

ارشاد فرماتے ہیں کہ حسب وصیت والد بزرگوار میں احمد آباد گجرات اپنے عمزاد برادر حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی صاحب قبلہ کے پاس پہونچا اور والد بزرگوار کی وصیت کو سنایا۔ آپ اپنے واجب التعظیم چچا کے انتقال پر اظہار افسوس فرما کر آبدیدہ ہوئے۔

اس کے بعد تبسم فرما کر مجھے اپنے روبرو بیٹھائے اور مراقبہ کے کامل ایک گھنٹہ کے بعد آپ نے مجھے جواب باصواب سے مسرور فرمایا کہ۔

دو بھائی صاحب حضرت چچا صاحب قبلہ نے مجکو تمہارے متعلق جو کچھ حکم کئے ہیں اُس کو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور بجا لاؤں گا۔ خاطر جمع رہو یہ سنکر تسلیمات بجالایا۔

اُسی وقت آپ نے مجکو حوض مسجد میں پانی اور مصلیوں کیلئے ڈھلے سکھانے کی ٹکیاں بنانے کی ہدایت کی میں ارشاد کی تعمیل میں مصروف ہوگیا۔ ڈھلے سوکھنے کے بعد اُس کو اپنے رخسار پر رگڑ کر دیکھ لیتا کہ کہیں کنکر تو نہیں ہیں ؟ ایسا ہو کہ مصلیوں کو تکلیف ہو۔

غرض اس طرح چھ ماہ گزر گئے۔ برابر چھ ماہ مٹی کی ٹکیاں بنا کر اپنے گالوں پر گھسکر رکھدیتا۔ کامل چھ ماہ گزرنے کے بعد حضرت

سید شاہ عبداللہ حسینی صاحب قبلہ نے مجھ فقیر کے پاس آکر کیا دیکھتے ہیں کہ مٹی کے ٹکیاں رگڑتے رگڑتے ڈاڑھی کے بال اور گالوں پر کا گوشت ندارد ہے۔ گالوں پر گوشت نہ رہنے سے اندر کے داڑ نظر آرہے ہیں۔

اس ریاضت و خود شکنی کو جب دیکھے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے روبرو بٹھائے اور مشرف بامرالہٰی ہے۔ مجھ فقیر کا نصیب جاگا آفتاب بخت مطلع النور سے طلوع ہوا۔ یعنی وہ محرم راز نے جب نظر لطف و کرم مجھ فقیر پر کی تو اسی وقت مقام ورا الورا پر رسائی ہوگئی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْم ۔

آپ کے والد بزرگوار کا تمول اور آپکی استغنائی

ارشاد فرماتے ہیں کہ جب والد بزرگوار کا وصال ہوا تو آپ کے مکان کا بحساب اثاثہ تھا ۔ سونا، چاندی، نقدیات، جواہرات، مصنوعات وغیرہ وغیرہ جو موجود تھے وہ سب کا سب راہ خدا میں غربا و فقرا کے کام آئے۔ اس میں سے فقیر نے ایک پائی بھی اپنے لئے اٹھا نہیں رکھا۔ صرف ایک تلوار حضرت شاہ علی جیوؒ سے مجھ فقیر کو تحفتاً ملی تھی۔ جس کو والد بزرگوار اپنے دست مبارک میں پکڑا کرتے تھے اس کو میں نے بطور تبرک اپنے پاس رکھا۔

میں اپنے والد بزرگوار کی فاتحہ خوانی وغیرہ بڑے دھوم دھام و تزک و احتشام سے کیا کرتا تھا ہر ایک کیا لاکھوں مریدین و مرشدین

شریک فاتحہ خوانی و صندل مبارک میں رہکر سعادت حاصل کیا کرتے اور اپنی عقیدت و ارادت کا ثبوت دیتے۔

ایک روز نواب خان خاناں نے مجھ سے ملاقات کرکے کہا کہ آپ کے والد کے پاس بہت دولت تھی وہ دولت ایسی نہ تھی جو عوام کالانعام کے پاس رہا کرتی ہے حقوق اللہ و حقوق العباد جانیکے بعد جو دولت باقی رہے وہ پاک وطیب ہے مجھے بخوبی معلوم ہے آپ کے والد بزرگوار کے پاس اکثر و بیشتر حضرات قرض لے گئے ہیں جس کی مجموعی تعداد تین لاکھ اشرفی ہوتی ہے چونکہ آپ مرحوم کے وارث حق ہیں۔ بلاشک حق توریث آپ کو حاصل ہے آپ قرضداروں کو طلب فرماکر والد بزرگوار کا قرضہ وصول فرمالیجئے وغیرہ۔

میں نے کہا میں آپ کی خیر خواہی و ہمدردی کا مشکور ہوں۔ مگر بات یہ ہے کہ حضرت والد بزرگوار کے وصال کے بعد لکھوکھا کی دولت مکان میں رہی مگر بجز ایک شمشیر کے اس میں سے ایک پائی بھی نہیں لیا۔ مال و اسباب کو فقرا و اہل حاجت مندوں دردمندوں کو محض بہ حصول خوشنودئ مولیٰ حقیقی دیدیا ہے ماں باپ کے دیئے ہوئے قرضہ کو وصول کرکے گھر بھرنا خلاف شان فقیری ہے۔ فقیر کو اللہ ہی بس ہے۔

سبحان اللہ توکلت علی اللہ وکفی باللہ شہیداً۔

غرض آپ فقر و استغنائی کی زندہ تصویر اور انوار الٰہی کی مجسم تنویر تھے

دارالظفر بیجاپور تشریف آوری اور بادشاہ وقت کو آپ کے متعلق بشارت

بعد حصولِ ولایت آپ نے احمد آباد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بنا پر بیجاپور کا رُخ فرمایا جو دکن کا دارالخلافہ تھا خاندانِ عادل شاہی کا ہر دل عزیز فرماں رواں ابراہیم عادل شاہ ثانی جگت گرو حکمران تھا

اُس زمانہ میں ڈاکو اور قزاقوں کی کثرت تھی جو شہر کے کسی نہ کسی مقام پر نقب لگاتے لوٹ مار قتل و غارت گری کیا کرتے اور دن کو نجیب و شریف برگزیدہ بزرگوں کے لباس میں سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیا کرتے تھے۔ اثنائے راہ میں حکومت کے کارندوں نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو فقیروں کے لباس میں دیکھکر تفتیش حالات کے ضمن میں گرفتار کرکے جیل خانہ میں زیر حراست رکھا۔

گرفتاری کی پہلی شب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ وقت ابراہیم عادل شاہ کے خواب میں تشریف لاکر ارشاد فرمایا کہ سید ہاشم حسینی میرا فرزند ہے جو میرے حکم کی تعمیل میں کفر و الحاد شرک و نفاق کی گندگیوں کو مٹانے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے بیجاپور آرہا تھا اثنائے راہ میں گرفتار کرکے (فلاں مقام پر) محبوس کردیا گیا ہے۔ فوراً رہا کر دیا جائے۔ اس بشارت کے پاتے ہی ابراہیم عادل شاہ نے حکم نافذ کیا کہ سید ہاشم حسینی نامی جو بزرگ زیر حراست ہیں فوراً

رہا کر دیئے جائیں۔ اس اعلان پر آپ نے اپنے ہمراہیوں سے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنا نام ہاشم حسینی بتلا کر رہائی حاصل کر لے۔ چنانچہ بہ تعمیل حکم آپ کے ہمراہیوں سے ایک ساتھی نے پہلے روز آپ کے نام نامی و اسم گرامی کی بدولت رہائی پائی پھر دوسری شب بادشاہ کو وہی خواب آیا۔ دوسری مرتبہ کے اعلان پر آپ کے دوسرے ساتھی نے آپ کے اسم گرامی کے بدولت رہائی پائی آپ بدستور جیل میں رہے پھر تیسری مرتبہ بادشاہ وقت کو بشارت ہوئی کہ میرا فرزند دلبند بدستور سابق جیل میں رہکر اپنے نام نامی و اسم گرامی کے وسیلہ اپنے بے گناہ ہمراہیوں کو رہا کروا رہا ہے۔ جب تک اُسکے بے گناہ ہمراہی رہا ہوں وہ اپنی رہائی کو قبول نہیں کر سکتا۔ لہٰذا آپ کو اور آپکے رفیقوں کو چھوڑ دیا جائے اس بشارت کے پاتے ہی بادشاہ وقت نے آپکو معہ آپ کے رفقاء کے رہائی کا حکم دیکر نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ آپ کو دار الظفر بیجاپور لانے کا حکم صادر فرمایا اور مرتے دم تک آپ کا عقیدت مند رہا اسکے بعد وصال اُس کے قابل جانشین سلطان محمد عادل شاہ آپکے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر آپ کے فیوض و برکات سے مستفید ہوا۔ بمصداق۔

ہے صفحہ تاریخ پر روشن تیری بذل و عطا : شاہ کو دس سال اپنی عمر دی پردہ کیا
(جس کا ذکر آگے آئیگا)

غرض آپ کے قدم میمنت لزوم سے بتوں کے پرستار بادۂ توحید کے متوالے ہو گئے اور معبودانِ باطل کے پوجاری خدائے وحدہٗ لاشریک کا نام جپنے لگے ارباب حکومت کے پرُ غرور سر آپ کے آگے جھک گئے۔

شہر دار الظفر بیجاپور مورخانہ نظر

یہ شہر سنہ ۱۴۸۹ء سے سنہ ۱۶۷۶ء تک دکن کا دار الخلافہ تھا۔ خاندان عادل شاہی کے مسلمان بادشاہوں کا بھی دار الامارت رہا ہے سابقہ مشہور اور موجودہ عمارات کے کتبوں سے ظاہر ہے کہ یوسف عادل شاہ نے سنہ ۱۴۸۹ء سے سنہ ۱۵۱۰ء تک سلطنت کی۔ اور ابراہیم عادل شاہ ثانی اور محمد عادل شاہ سنہ ۱۶۲۶ء سے سنہ ۱۶۵۶ء تک حکمران رہے ہیں۔

موخر الذکر بادشاہ و محمد عادل شاہ جو حضرت ہاشم پیر دستگیر قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کا مرید تھا شہر کی خوبصورتی بڑھانے کیلئے اپنی کوششوں میں اسقدر مشہور تھا کہ موجودہ باشندے اُن تمام عمارات کو جن کے بانیوں کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں چلتا۔ اسی کی طرف منسوب کرتے ہیں جسکا شاندار مزار بولتی گنبد ہندوستان میں پہلی بڑی عمارت ہے جو اسٹیشن سے متصل قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کے گنبد سے قریب آبادی کے جانب شرق واقع ہے۔ فصیلِ شہر میں داخل ہوتے ہی ہر شخص کی نظر پڑتی ہے۔

یہ گنبد (۱۹۸) فٹ اونچا ہے اس کے گرد چوطرفہ برآمدہ ہے

جس میں سات مرتبہ صدائے بازگشت بڑے زور سے گونجتی ہے۔ یہ عمارت وسعت و خوبصورتی کے لحاظ سے دیگر عمارتوں سے بڑی ہوئی ہے۔

ف ۱ ۔ آثار محل بھی محمد عادل شاہ کی تعمیر کردہ عمارت ہے۔ جو خوبصورتی میں دوسرے درجہ پر ہے۔ اسٹیشن کے بائیں جانب تقریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تمام شاہی محلات میں صرف یہی ایک عمارت ہے جو مغلیہ خاندان کے بادشاہ شاہجہاں کے ہاتھ تباہی سے بچی رہی۔ اس وجہ سے کہ اس میں جناب رسالتمآب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھے ہوئے تھے جو محمد صالح ہمدانی بیجاپور لائے تھے۔ یہ موئے مبارک ابتک ایک شیشے کی نلکی میں بند ہیں۔ جو ایک چھوٹے سے آبنوس کے سنہری صندوقچے میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ صندوقچہ مزید ایک سیاہ لکڑی کے مضبوط بکس میں بند ہے۔ اس طریق سے یہ تبرک مبارک محفوظ ہے۔

ف ۲ ۔ یہاں ایک زبردست شاہی کتب خانہ بھی تھا۔ جن میں سے بہت کچھ تو دیمک کا شکار ہوا اور کچھ مفلس اور لالچی محافظوں نے اڑا دیا باقی ماندہ کتب کو سنہ ۱۸۴۴ء میں انڈیا آفیس لندن بھجوا دیا گیا اب بھی چند کتابیں بطور نمائش آئینہ کی الماریوں میں دیگر عجائبات و مصنوعات کے ساتھ نمائش گاہ میں موجود ہیں۔ جہاں منجانب

حکومت محکمہ آثار قدیمہ کا عملہ متعین ہے۔

ف ۳ ۔ علی عادل شاہ ثانی کا مقبرہ جو بے سقف ہی رہ گیا ہے۔ اس سڑک پر جو اسٹیشن سے شہر کو گئی ہے داہنی طرف واقع ہے اس کی نوکدار محرابیں سنگ موسیٰ کی بنی ہوئی ہیں۔

ف ۴ ۔ دوسری دلچسپ عمارت شیرازی برج ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس پر دو شیروں کے بت بنے ہوئے ہیں۔

اس جگہ بیجاپور کی بڑی توپ رکھی ہوئی ہے جسکا نام ملک میدان ہے سنہ ۱۵۴۹ء میں ایک ترکی افسر نے احمد نگر میں اسے ڈھالکر بنایا تھا۔ اس پر اس کے بانی محمد حسن رومی کا نام کندہ ہے۔ اس توپ پر دو اور کتبے ہیں ایک جو منہ کے قریب ہے اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۸۶ء میں اس شہر کی فتح پر لکھوایا تھا۔

ف ۵ ۔ برج کے پاس اوپاری مینار ہے کہتے ہیں کہ جب علی عادل شاہ اول نے سنہ ۱۵۶۵ء میں تلی کوٹ کی لڑائی کے بعد وجایا نگر کے حکمران کو شکست دی تو اس شہر کی فصیل بنانی شروع کی۔ اس فصیل کا ایک ایک حصہ اپنے امراء میں تعمیر کے لئے تقسیم کر دیا۔ اسوقت اسکا مشہور جرنیل حیدر خاں بلگام اور دھارواڑ کی فتوحات میں مشغول تھا چونکہ اسکی واپسی پر یہ دیوار مکمل ہو چکی تھی۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ اس کار خیر میں شریک نہ ہونے کے سبب جرنیل مذکور کی دلشکنی ہوگی اسے ایک ایسا مینار تعمیر کرنیکا حکم دیا۔ جو سب سے اونچا نکل جائے

پس اُسنے یہ اوپاری برج بنایا اس برج پر ایک بڑی توپ ملک میدان رکھی ہوئی ہے۔

ف۷۔ فصیل شہر کا محیط تقریباً ساڑھے چھ میل ہے۔ اس میں چار دروازے ہیں (۱) ایک بہمنی دروازہ شمال میں (۲) دوسرا الله پور مشرق میں (۳) تیسرا مکہ دروازہ غرب میں (۴) چوتھے دروازہ کا نام منگولی دروازہ تھا جو جانب جنوب واقع ہے لیکن اورنگ زیب نے اُس کا نام شہر کے فتح کی یادگار میں باب الفتح رکھدیا۔ کیونکہ اُسی دروازہ سے وہ شہر میں بحیثیت فاتح داخل ہوا تھا۔

اس دروازے پر دو نہایت ہی مستحکم بُرج لنڈر قصاب اور برنگی برج تھے برج لنڈر قصاب پر سے بیجاپور کا عجیب نظارہ دکھائی دیتا تھا۔

ف۸۔ مکہ دروازہ کے باہر ابراہیم عادل شاہ ثانی کا شاندار مقبرہ اور مسجد ایک ہی چبوترہ پر واقع ہیں۔ مقبرہ کے اطراف آیات قرآنی سیاہ پتھر پر نہایت خوش خط اس عمدگی کے ساتھ کھود دے گئے ہیں کہ جس کو دیکھ کر عقل دنگ ہو جاتی ہے۔ اِس کے اطراف وابستگانِ شاہی کی رہائش کے لئے صدہا کمرے بنے ہوئے ہیں۔ یہ شہر کی خوبصورت ترین قابلِ دید عمارات میں شامل ہے۔

ف۹۔ شہر پناہ کے باہر دوسری قابلِ دید عمارتیں بہنر محل اور جامع مسجد ہیں۔ اوّل الذکر کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ابراہیم عادل شاہ اوّل کو

جذام ہو گیا تھا۔ اُسے ایک نجومی نے یہ بتایا تھا کہ جب بادشاہ کل صبح باہر نکلیں تو جو شخص سب سے پہلے سامنے آئے اُسے بہت سا روپیہ خیرات دیں دوسرے دن صبح کو جب بادشاہ باہر نکلا تو خاکروب سامنے آگیا۔ جسے بادشاہ نے نجومی کے کہنے کے مطابق بہت سا روپیہ دیا۔ مہتر یہ مال کثیر دیکھکر متحیر ہو گیا شکریہ میں ایک مسجد اور ایک ڈیوڑھی بنائی جو من بعد شاہی عمارات میں شامل ہو کر اسکی رفعت و خوبصورتی میں چار چاند لگ گئے۔

ف۱۰۔ یہاں کی جامع مسجد دکن کی مسجدوں میں بہت بڑی عمارت ہے عادل شاہ اوّل نے سنہ ۱۵۳۷ء میں بنوائی شروع کی تھی یہ مسجد اورنگ زیب اور مہاراجہ ستارا کے عہد میں بھی پایہ تکمیل کو نہ پہونچ سکی۔ اس مسجد کے صحن میں ممبر کے سامنے سنگ مرمر کا ایک چبوترہ ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر موذن اذاں دیتا ہے۔ کیونکہ موذن کے لئے کوئی مینار نہیں ہے۔

ف۱۱۔ ارک قلعہ یا سورج گڑھ ایک بڑا قلعہ ہے جس کے اندر نہایت اعلیٰ صنعت کی عمارتیں اور باہر کے جانب خندق ہے جمہوریز کا بیان ہے کہ اس خندق میں اسقدر مگرمچھ اور گھڑیال تھے کہ کوئی شخص اسے عبور کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ اندرونی عمارات حسب ذیل ہیں (۱) چینی محل جو اب کچہری کے کام آتا ہے (۲) ست منزلی جس کے پہلے سات منزلیں تھیں۔ لیکن تین منزلیں گر گئی ہیں۔

(۳) انند محل یا تاج محل جس میں اب سیول سرجن رہتے ہیں۔
(۴) گوگن محل یا دیوان عام۔ دھرم سالہ ریلوے اسٹیشن سے یہ فاصلہ تقریباً ڈیڑھ میل اور ڈاک بنگلہ قریب ایک میل واقع ہے شہر بیجاپور میں روئی غلہ السی وغیرہ کی تجارت ہوتی ہے جیل خانہ میں قالین اور قسم قسم کی بید کی لکڑی کا کام ہوتا ہے۔

آپکا سفر بیت اللہ شریف تاجدار مدینہ کی سرفرازی

جب آپ کے تصرفات باطنی و مواعظ حسنہ سے بیجاپور کی حالت رو بہ اصلاح ہوگئی تو تاجدار مدینہ روحی فداہ نے آپ کو اپنے پاس طلب فرماکر کلید بردار کے ذریعہ ایک شمشیر آبدار اور ایک کتاب حزب البحر عنایت فرمایا۔ کلید بردار کو آپ کے مدینہ منورہ پہونچنے سے قبل یہ تاکید فرمائی گئی تھی کہ یہ تحائف جلیلہ میرے فرزند سید ہاشم حسینی کے سپرد کر دینا۔ چنانچہ آپ ان عطیات نبوی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اپنے حالات سفر اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ جب مجھے حج بیت اللہ و زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق ہوا تو میں بری و بحری خشکی و تری کے منازل طے کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہونچکر مشرف بہ طواف کعبہ ہوا ایک روز کعبۃ اللہ میں ایک اعرابی نے چند کھجور شہد میں ڈالے ہوئے مجھے لاکر دیا۔ اسکو میں نے کھالیا جو بیحد لذیذ تھے اس کے بعد میں عالم بیداری میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف بہ دیدار ہوا۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا کہ یہاں کے

سادات و مشائخین زہاد و عباد چھوٹے بڑے تمہاری دعوت کریں گے تم ہر ایک کی دعوت میں بخوشی جایا کرو تقریباً تم کو یہاں مکہ معظمہ میں دو سال رہنا پڑیگا۔ اسکے بعد میرے پاس مدینہ آجاؤ

حسب الحکم دو سال تک مکہ معظمہ میں رہا۔ دعوت و مدارات کا سلسلہ جاری رہا۔ بہ تعمیل حکم قبول کرتا رہا۔ اس کے بعد سوئے طیبہ روانہ ہو کر دیار حبیب میں پہونچا وہاں تاجدار مدینہ کی جو سرفرازیاں ہوئیں اور جن فیوض و برکات کا مجھ پر نزول ہوا اسکے تفصیلات قابل اظہار نہیں۔ غرض میں نے وہاں کی ہر شئے کو مقدس و منور پایا۔ میں نے اہلیان مدینہ کی زبانی سنا کہ مدینہ کے کتے بھی رمضان المبارک میں روزہ رکھتے ہیں۔ یعنے دن کو غروب آفتاب تک کچھ کھاتے پیتے نہیں۔

سبحان اللہ آج وہ اختر برج شرف کائنات و گوہر درج صدف ممکنات افصح العرب و ابلغ العجم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا سے پردہ کرکے ساڑھے تیرا سو سال کا عرصہ منقضی ہوچکا مگر انسان تو انسان حیوان بھی آپ کے احکام و ہدایت کا احترام کرتا ہے اگر ہم باوصف آپ کی اُمت ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود اپنے آقائے نامدار سردار دو جہاںؐ احمد مختار محبوب غفار کے احکام و فرامین کو پس پشت ڈالیں اور اُس پر عمل پیرا نہ ہوں تو ہمارا درجہ مدینہ کے کتوں سے بھی بدتر ہے ربنا اھدنا الصراط المستقیم۔

آپ کا استغنا و شانِ فقیری

آپ فرماتے ہیں کہ شہر دار الظفر بیجاپور اور اس کے اطراف و جوانب اور دور دراز مقامات میں میرے ہزارہا مریدین رہتے بستے ہیں جو مجھ فقیر کو اپنی دولت و ثروت حتیٰ کہ اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتے اور مانتے ہیں۔

فقیر کی ملاقات کے لئے روزانہ مقامی لوگوں کے علاوہ بڑے بڑے امراء و رؤسا تجارت پیشہ و زراعت پیشہ افراد عقیدت تحائف و ہدایا پیش کرتے اور دل کھولکر نقدیات نذر کرتے جس کی روزانہ اوسط آمدنی (۷۰۰۰) سات ہزار ھن تھی جس کا اُس زمانہ میں رواج تھا جس کی قیمت اُس وقت (للعہ) روپیہ تھی۔ مگر فقیر ان میں سے ایک ھن بھی باقی نہ رکھتا جملہ نقدیات و رقم کو خدا کی راہ میں خرچ کر دیتا۔ مجھے اپنے مولائے حقیقی رب تحقیق پر بدرجہ اتم اعتقاد و بھروسہ تھا کہ جس نے آج دیا ہے وہ کل بھی دیگا۔ جس نے آج تن کے لئے دیا ہے وہ کل مرنے کے بعد کفن کو بھی دیگا۔ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو لوگ اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اُن کے لئے وہ کافی ہے۔ آپ دکھنی زبان میں عموماً ارشاد فرمایا کرتے۔

ہاشم جی کی سیفو بات   جس نے راکھے باسی بھات
اُسکا جانتے ہاتے ہاتھ

آپ فرماتے ہیں کہ میں خداوند عالم سے اس طرح عہد کیا تھا

خداوندہ یہ تیرا فضل ہے کہ تو روزانہ سات ہزار ھن میرے پاس روانہ کرتا ہے مگر میں تیری راہ میں صرف کرتا رہونگا۔ آج کی چیز کل کے خیال سے اٹھا نہ رکھونگا۔ اگر عمداً یا سہواً آج کا مال کل رہ جائے تو اُس کو گرم کر کے اپنے جسم پر داغ دے لونگا۔

چنانچہ ایک روز خادم کی غلطی سے آپ کے بستر مبارک سے ایک ھن ٹپک پڑا آپ نے اُس ھن کو خوب گرم کر کے اپنے دست مبارک پر داغ دیکر فرمایا کہ یہ داغ فقیری ہے میری اولاد کا سلسلہ جب تک دنیا میں رہیگا۔ یہ داغ اُنکے جسم پر قدرتی طور پر نمایاں رہیگا گویا یہ داغ میرے اولاد کی ایک علامت ہوگی۔ جو حضرات ابتک آپ کے سلسلہ نسب میں گزرے ہیں۔ اُن پر یہ داغ نمایا تھا اور اب بھی آپکی جو اولاد بقید حیات ہے یہ داغ باقی نمایاں ہے۔

اپنے ہمعصر اولیاء کاملین کے ساتھ آپ کا خلوص و اتحاد

آپ کو اپنے ہمعصر اہل کمال صاحب کشف و کرامات ہستیوں کے ساتھ کامل اتحاد اور انتہائی خلوص تھا۔ چنانچہ ہر با کمال ہستی آپ کی مخلص صادق آپ کے کمالات باطنی سے فیضیاب ہوا کرتی۔ بالخصوص حضرت شاہ مرتضیٰ قادری و حضرت سید شاہ عبد الرزاق قادری و شیخ عبد الصمد کتان قدس سرہما وغیرہ جن کے کرامات و تصرفات کا ڈنکا بج رہا تھا اور جن کے کرامات و مقامات کی شہرت شمس فی النصف النہار

تھی آپ کے کمالات باطنی کے معترف اور باہم بہ یک دیگر محبت و
ملاقات رکھتے تھے۔

چنانچہ اپنے ایک مخلص صادق ولی زمانہ حضرت سید
عبدالرزاق قادری قدس سرہٗ جو حضرت پیران پیر دستگیر سیدنا عبدالقادر
جیلانی قدس سرہٗ العزیز کی اولاد سے ہیں جس کا مزار پُر انوار شہر
بیجاپور میں مرجع خاص و عام ہے۔ سلطان محمد عادل شاہ
(جو حضرت ہاشم پیر دستگیر کا مرید صادق تھا) حضرت سید شاہ عبدالرزاق
قادریؒ سے قدرے بدعقیدہ اور آپکی قدر و عظمت سے بے خبر تھا آپ
(حضرت ہاشم پیر دستگیرؒ) نے اُس کے آئینہ دل سے زنگ
بدعقیدگی کو اس طرح دور فرمایا کہ ایک روز حضرت ہاشم پیر دستگیر اور
سید عبدالرزاق قادری ہر دو بزرگ وار ملکر بیٹھے تھے اُس روز سلطان
محمد عادل شاہ بھی وہاں پہونچا اور دونوں حضرات کی ملاقات سے
بہرہ مند ہوا۔ ایک گھڑی بعد حضرت ہاشم پیر دستگیرؒ نے سلطان
محمد کو حجرہ کی اُس دیوار کی طرف جو حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری
قدس سرہٗ کے پیٹھ کے پیچھے تھی اشارہ فرمایا۔ جب بادشاہ نے
اُدھر نظر کیا تو کیا دیکھتا کہ دیوار میں غیب سے ایک دریچہ نمایاں ہے
بادشاہ اُسکے باہر چلکے تماشہ دیکھنے کے قصد سے اٹھا اور دریچہ کے
باہر قدم رکھا اور چند قدم چلا دیکھا کہ اس سمت میں اپنا شہر نہیں بلکہ کوئی
اور شہر ہے۔ کئی طرف باغ و بوستان ہے جس کی خوشبو سے

دل و دماغ کو فرحت اور درختوں میں نادیدہ پھل لگے ہیں۔ کہیں
چشمے اور نہریں بہتی ہیں جن کے دیکھنے سے آنکھوں کو تراوٹ
اور بصارت کو قوت پہونچ رہی ہے۔ غرض بادشاہ یہ سیر دیکھتے
ہوئے چلا ایک محل نظر آیا اس کے اندر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ
وہاں لعل بے بہا کی دو ڈھیریں لگی ہوئی ہیں۔ جس کی حفاظت
کے لئے بہت سے نگہبان متعین ہیں۔ جب بادشاہ نے اس قدر
بے حساب لعل دیکھا تو اُس انبار سے ایک مٹھی اُٹھا لینا
چاہا۔ نگہبان کہے کہ مالک کے حکم اور اجازت کے بغیر مت
اُٹھاؤ۔ بادشاہ پوچھا کہ مالک کون ہے اور اس کو اسقدر بے بہا
جوہر کہاں سے ملے وہ جواب دیئے کہ یہ حضرت سید عبدالرزاق
قادریؒ کا مال ہے بادشاہ جن آپ کا مرید ہے اس نے یہ جواہر
حضرت کے نذر کے لئے جمع کئے ہیں۔ سلطان محمد اس بات
سے مبہوت اور حیران ہوگیا اور واپس ہونیکا قصد کیا۔ چند
قدم راہ طے کیا تو شہر غائب ہوگیا۔ پھر وہی شاہ عبدالرزاقؒ
کے سامنے حجرہ کا دروازہ نظر آیا۔ حجرہ کے اندر داخل ہوتے
ہی دیکھا کہ دونوں حضرات باتجمل شوکت و احتشام اپنی اپنی جگہ پر
بیٹھے ہوئے ہیں بادشاہ حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری قدس سرہٗ
سے اپنی بد اعتقادی کی معافی چاہا اُس روز سے آپ کی عظمت و
بزرگی کا معترف ہوا۔ یہ اولیاء کاملین کے باہمی خلوص و محبت کا

ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے مثل مشہور ہے کہ ولی را ولی می شناسد
اولیاء اللہ ہی اولیاء حق کی قدر و عظمت کو جانتے ہیں اور شان
ولایت کو داغدار ہونے سے بچایا کرتے ہیں۔ بمصداق

خدا کی شان نبی اور نبی کی شان ولی — جو شان حق کا مشاہد نہیں نجیب نہیں

آپ کے کشف و کرامات

اس حقیقت سے دنیا انکار نہیں کر سکتی کہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء برحق ہیں انسانی عقل و فہم سے بالاتر جو افعال و مظاہرے نبیوں سے ہوئے ہیں اُنکو معجزہ کہتے ہیں اگر یہی بعید از عقل کیفیات ان کے متبعین اولیاء سے ظہور میں آئیں تو اُس کو کرامات کہتے ہیں ہر ولی کی کرامات اُسی نبی کے زیر اثر ہوا کرتی ہے جس کا وہ تابع اور نام لیوا ہوا کرتا ہے۔

جب بندہ کو مقام قرب حاصل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُنکے اقدامات اور آن کے افعال کو اپنی طرف منسوب فرما لیتا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔

مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرُهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِيْ اَعْطَيْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔

یعنے جب بندہ میرا قرب (نوافل) سے حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا حبیب بنالیتا ہوں۔ جب اُسکو اپنا حبیب بنالیا تو جب وہ کوئی کام کرتا ہے تو میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جب وہ چلنے لگتا ہے تو اُس کا پیر بن جاتا ہوں۔ جب وہ کوئی چیز سنتا ہے تو میں اُس کے کان بن جاتا ہوں۔ جب وہ دیکھتا ہے تو میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُس کو دیتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اُس کو پناہ دیتا ہوں۔

اس حدیث قدسی سے واضح ہے کہ جب بندہ کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے تو اُس کے کان آنکھ ہاتھ پاؤں وغیرہ جملہ اعضاء و جوارح میں غیر اللہ کا کوئی حصہ شریک نہیں رہتا اُن کے روبرو بجز اللہ اللہ کچھ رہتا ہی نہیں۔

جس بندۂ خدا کو یہ درجہ فنائیت حاصل ہو تو اُس سے بعض خوارق عادات ظاہر ہوں تو کیا تعجب ہے۔ اس اعتبار سے ان کے تصرفات اس آیۂ کریمہ کے تحت آجاتے ہیں۔

مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ یعنے اے نبی جو کنکریاں آپ نے لشکر کفار پر پھینکی تھیں جس سے وہ اندھے ہو گئے تھے فی الحقیقت آپ نے نہیں پھینکے اللہ نے پھینکا۔ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ جو حضرات اپنی ہستی

موہوم سے گزر کر ہستی حق میں مل جاتے ہیں۔ وہ فانی فی اللہ باقی باللہ اولیاء اللہ کہلاتے ہیں ان کی ہر حرکت حرکت خداوندی ہوتی ہے۔ بمصداق

بالیقیں تصویر قدرت ہے یہی ۔۔۔ چلتی پھرتی دیکھتی اور بولتی
بولتا ہے بول خود اس کے نہیں ۔۔۔ دیکھتا ہے دید خود اس کی نہیں
سن رہا ہے پر سماعت اور ہے ۔۔۔ اسکی ہر حرکت میں حرکت اور ہے
حاملِ بار امانت ہے یہی ۔۔۔ واقف اسرار قدرت ہے یہی

سبحان اللہ۔ حضرت پیر دستگیر سید شاہ ہاشم حسینی علوی قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کے کرامات حدو حصر سے باہر ہیں۔ جو اکثر و بیشتر ملفوظات ہاشمی و مقصود المراد تذکرہ قطب دکن میں تفصیل سے مذکور ہیں ازاں جملہ مشتے نمونہ از خروارے حسب ذیل کرامات کا مختصراً اظہار کیا جاتا ہے۔

اپنے توجہات باطنی سے طوفان زدہ کشتی کو غرقابی سے بچانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ دستگیر بیکساں حضرت ہاشم پیر دستگیرؒ ایک مجلس میں بیٹھے اپنے خلفاء مریدین و معتقدین کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ یکایک آپ کھانے سے ہاتھ کھینچکر اُٹھے بلند آواز سے نعرہ لگانے لگے۔ آنکھوں سے آنسو جاری کچھ عجیب عالم طاری تھا ہاتھ میں چمچہ لیکر تین مرتبہ سر پر گھمائے اسکے بعد زمین پر اُس کو کھڑا کر کے شکر خدا بجا لائے۔ اس عجیب و غریب واقعہ کو دیکھکر

حاضرین متحیر ہوئے اور دست بستہ استفسار حال کرنے پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے چچا زاد بھائی حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی علوی جو میرے مرشد بھی ہوتے ہیں تھوڑی دیر پہلے دریا کا سفر کر رہے تھے باد مخالف کے طوفان و تلاطم سے کشتی ڈوبنے لگی اسی یاس و حرماں کی حالت میں میرے پیر و مرشد مدظلہ العالی نے مجھ فقیر کو یاد کیا۔ یہ خاندانِ نبوت کا طریقہ عمل رہا اور ہے کہ کسی کی مصیبت کے وقت خواہ وہ کوئی کیوں نہ ہو امداد کرے۔ یہ تو میرے مرشد قبلہ ہیں وہ بوقت مصیبت مجھ فقیر کو یاد کریں اور میں چشم پوشی کروں۔ یہ شیوہ اہلبیت طریقہ فقیر ہاشم نہیں۔ پس میں نے فوراً بتوجہ باطنی مرشد قبلہ کے پریشان دل اور ڈگمگاتی کشتی پر نظر ڈالکر اس طوفان زدہ کشتی کو لنگر کیا مرشد قبلہ کے بیقرار دلکو مطمئین کیا۔ اس کے بعد حاضرین کو ارشاد ہوا کہ آج کی تاریخ ماہ و سنہ کو لکھ لو اور یاد رکھو کہ میرے مرشد خوشی و خرمی کے ساتھ معہ اپنے مریدین و کشتی سواروں کے آج سے دو ماہ بعد یہاں تشریف لائیں گے اور اپنی داستانِ مصیبت سنا کر مجھ فقیر کی غیبی امداد کا ذکر فرمائیں گے۔

حسبِ پیشنگوئی برابر دو ماہ کے بعد آپ کے پیر و مرشد معہ اپنے مریدین کے تشریف لائے اور اپنی تمام سرگذشت سنائے۔ اور آپ کے مریدوں میں سے ایک متمول مریدنے فوراً

عقیدت بیش بہا موتی و جواہرات نذر پیش کیا۔ آپ نے
اس نذرانہ کو فقرا و مساکین پر صرف فرما دیا۔ آپ کے لنگر خانہ
سے صدہا بھوکے شکم سیر ہو کر جایا کرتے۔

مہمان نوازی و غربا پروری کی بوئے خاص اب تک آپ کے
خاندان میں بدرجہ اتم موجود ہے کوئی مسافر خواہ وہ کسی قوم کا
کیوں نہ ہو درِ ہاشم سے بھوکا و نامراد نہیں جاتا۔ خاندانِ ہاشمی کا
بچہ بچہ مسافر و مسکین نواز ہے۔

بادشاہ وقت کا مست ہاتھی آپ سے خائف ہو کر دیوار گیر ہونا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت
مست الست مخمور بادہ جبار مقبول
بارگاہ کردگار حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ حضرت سید شاہ حمزہ حسینیؒ
کی دعوت پر بنڈی میں سوار ہو کر تشریف لیجا رہے تھے آپ کے ہمراہ
حضرت حمزہ حسینی قبلہؒ بھی تھے۔ جب آپ کی سواری آثار شریف کے
قریب ایک تنگ گلی میں پہونچی تو بادشاہ وقت کا مست
ہاتھی اپنے قیام گاہ سے بحالتِ مستی پاؤں کی زنجیر میں توڑ کر
چنگاڑیں مارتے ہوئے گلی کوچوں میں پھر رہا تھا۔ فیل بان
پیچھے عوام کو ہٹنے اور دور رہنے کی صدا دیتے جا رہے تھے
ناگاہ وہی مست ہاتھی اپنی سونڈ کو اوپر اٹھائے چنگاڑیں مارتے
شور مچاتے ہوئے گلی میں آ گیا جہاں آپ کا گذر ہو رہا تھا گلی کا
تنگ رہنا اور مست ہاتھی کا دندناتے آنا ایک ہیبت ناک

منظر اور ہولناک عالم تھا جو لوگ مست ہاتھی کے پیچھے پیچھے آ رہے
تھے وہ گلی کے ہر دو جانب دیواروں پر چڑھ کر تماشہ دیکھنے لگے جب
وہ ہاتھی آپ کی بنڈی کے قریب پہونچا تو بیل بان (بنڈی ہانکنے والا)
پریشان ہو گیا۔ حضرت ہاشم پیر قبلہؒ نے بیل بان کے خوف و ہراس
کو جب دیکھا تو فرمایا۔ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اللّٰہُ مَعَنَا۔
یعنے خوف مت کرو اور غمگین مت ہو اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے

آپ کے زبان معجز بیان سے جب یہ کلمات سنے تو بیل بان
کو ہمت آئی اور بعد حیرت اس نے بنڈی آگے بڑھائی جوں جوں
بنڈی بڑھنے لگی اور ہاتھی قریب ہونے لگا تو کیا دیکھتے ہیں کہ
وہ مست ہاتھی اپنی سونڈ منہ میں دبائے ہوئے اور اپنے جسم کو
دیوار سے مثل چپک کے چپکائے ہوئے اپنے شور و غل کو بند کر کے
ساکت و سامت کھڑا ہو گیا۔ بنڈی بے خوف و خطر و بہ حفظ مالک
قضا و قدر آگے بڑھ گئی اور اب بعونہٖ تعالیٰ بخیر و عافیت پہونچکر
بعد فراغت تناول طعام اپنے دولت کدہ کو واپس ہوئے۔

اس کے بعد آپ کے در اقدس پر بیجاپور کے چھوٹے
بڑے امیر و فقیر بصد رسوخ و عقیدت حاضر ہو کر اس واقعہ پر حیرت
و استعجاب کا اظہار کیا اور کہا کہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی عجوبہ نہیں کرشمہ نہیں
بات صرف اتنی ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں اسلئے ہر چیز مجھ سے

ڈرتی ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ۔

اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

مَنْ خَافَ اللّٰہَ خَافَہٗ کُلُّ شَیْءٍ وَّمَنْ خَافَ غَیْرُ اللّٰہِ خَوَّفَہُ اللّٰہُ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ ۔ یعنے جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے۔ جو اللہ سے نہیں ڈرتا بلکہ ماسوا اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر چیز سے ڈراتا ہے۔

زمانۂ پیشین میں بادشاہ روم کے ایلچی اور حضرت عمرؓ کا واقعہ اس حقیقت کا شاہد حال ہے بادشاہ روم کے ایلچی نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جمال جہاں آرا و جلال ہوش ربا کو دیکھ کر حیران و پریشان ہوگیا اور اس کی بوٹی بوٹی کانپنے لگی نہایت ادب سے گویا ہوا جس کی مولانا رومیؒ نے حسب ذیل ترجمانی فرمائی ہے)

گفت با خود من شہان را دیدہ ام | پیش سلطانان بسے بگزیدہ ام
پیش ایشاں ہیبت و ترسی نبود | ہیبت این مرد ہوشم را ربود

یعنے وہ اپنے میں آپ کہنے لگا کہ میں بڑے بڑے بادشاہوں کو دیکھا ہوں اکثر و بیشتر سر برآرائے سلطنت سے مجھے تکلم حاصل ہے مجھکو ان سے ملنے اور بات چیت کرنے میں زنہار خوف

معلوم نہیں ہوا۔ مگر یہ کیا راز ہے کہ ایک گودڑی پوش جس کے نزدیک نہ تیر ہے نہ تفنگ نہ توپ ہے نہ بندوق باوجود اس کے منہ سے بات تک نہیں نکل رہی ہے۔ مارے خوف کے طایر جان پرواز کر رہا ہے (ایلچی کہتا ہے کہ) میرے اس غور و فکر و سوچ بچار کو دیکھکر امیر المومنین جانشین سید المرسلین حضرت عمرؓ نے فرمایا (جس کی مولانا رومیؒ نے حسب ذیل ترجمانی فرمائی ہے)

ہیبت حق است این از خلق نیست | ہیبت این مرد صاحب دلق نیست
ہر کہ ترسد از حق و تقویٰ گزید | ترسد از وے جن و انس ہر کہ دید

یعنے یہ ہیبت مجھ صاحب خرقہ دلق پوش کی نہیں ہے بلکہ مالک کون و مکان خالق انس و جان خدائے قدیر کی ہے جو شخص خدائے قادر و توانا سے ڈرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ اسکی ہیبت کو دل میں جگہ دیتا ہے اور تو اس سے کائینات عالم میں جتنی چیزیں ہیں دنیا و مافیہا میں جتنے نفوس زندہ و بقید حیات ہیں وہ ڈرتے ہیں اور مظاہر قدرت کی ہر شئے اس سے خائف رہتی ہے ۔ سہ

نفس سرکش آج بھی خائف ہے تم سے دستگیر | مست ہاتھی جسطرح سے ہو گیا دیوانہ گیر
آپکی نظر کیمیا اثر سے پتھروں کا
سونا بن جاتا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ زیارت حرمین شریفین سے فارغ و مسالک حج ادا کرکے مراجعت فرمائے وطن بیجاپور ہو رہے تھے راستہ میں ایک گوسائیں ملا آپ کے عبا و قبا جبہ و دستار

طرز بزرگانہ و انداز فقیرانہ کو دیکھا تو بصد رسوخ و عقیدت قدم بوس ہو کر اپنی کیمیا سازی کا ہنر بتلانے بکمال ادب عرض کیا کہ میں ایک پرانا گوسائیں ہوں اپنے آپ کو چراغ سحری سمجھتا ہوں مجھے آپ جیسی بزرگ ہستی کا انتظار تھا خدا کا شکر ہے کہ آپ اتفاق سے یہاں پہونچ گئے میری عمر کی یہ آخر گھڑیاں ہیں بندہ میں جو ہنر ہے آپکو بخوشی بتا دیتا ہوں بعد یہ ہنر ملاحظہ فرمائیے یہ کہکر ایک درخت کا پتہ آپ کو بتلا کر لایا اور اس کا عرق تانبا گرم کر کے ڈالدیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تانبا اعلیٰ درجہ کا سونا ہو گیا اس کے بعد کہنے لگا مہاراج کیمیا اس کو کہتے ہیں فقرا تو فقرا بڑے بڑے بادشاہ اس کی جستجو میں حیران و پریشان ہیں بفضلہ تعالیٰ آپکو یہ لاثانی دولت بغیر کدو کاوش و داد و دہش کے ہاتھ آ گئی اس کے جواب میں حضور لامع نور فیض گنجور نے ارشاد فرمایا کہ بابا تو بڑا صاحب کمال و ساحرنہ روزگار ہے تیرے ہنر کی داد دیتا ہوں مگر میرے نزدیک تیرا یہ مال و کمال پر مگس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا چونکہ میں فقیر آدمی ہوں۔ دولت دنیا کی ہوس نہیں خدا بس ہے اگر تجھ کو میری کیمیا گیری دیکھنے کا شوق ہے تو اس سے سہل ترکیب کو دیکھ یہ فرما کر آپ نے اس گوسائیں کو ارشاد فرمایا کہ بابا پتھر جمع کر اس نے حسب الحکم تعمیل کی اور بہت سے پتھر ایک جگہ جمع کر کے اس کا ڈھیر لگا دی حضرت قبلہ نے اپنی نظر کیمیا اثر ان پتھروں پر ڈالدیا تو وہ سب پتھر سونا ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اگر تجھ کو سونے کی ضرورت ہے

تو جتنا جی چاہے لیجا بابا میری یہ کیمیا ہے مجھکو نہ سونے کی ضرورت ہے نہ پیسے کی خواہش نہ طلسم کی تمنا۔

اس واقعہ کو دیکھکر گوسائیں محو حیرت ہو گیا اور اسی وقت آپ کے دست حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ اس کے بعد وہ آپ کا مرید ہو کر فرد یگانہ و مصروف زمانہ ہو گیا۔ عاشق ہادی شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند — آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

سچ ہے جسکی نظر کیمیا اثر سے پتھر سونا ہوتے ہوں۔ جس کی صحبت سے کھوٹے کھرے۔ سیاہ۔ سفید۔ جاہل۔ فاضل۔ امی قابل بنتے ہوں۔ انکو سونا چاندی کی کیا ضرورت ان کے نعلین کی خاک تانبے کو سونا بنا دیتی ہے۔ بمصداق۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا — گو نشیند در حضور اولیاء
گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اپنا ایک مرید کو بیت اللہ سے مشرف فرمانا

ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک شخص بصد شوق و ارادت حضرت قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوا کہ قبلہ عالم مدت مدید و عرصہ بعید سے حج بیت اللہ و زیارت روضۂ محمد رسول اللہ صلعم کا عزم بجز دل میں غوطہ زن ہے مگر بوجوہ چند زیارت حرمین الشریفین سے مجبور و قاصر رہا۔ کل آج

رہا ہوں مجھے یاد آتا تھا۔ منتظر تھا اب بحمداللہ بدعا شے پیر دستگیر زاد سفر بحری و بری کا کافی اجتماع و خاطر خواہ انتظام ہو چکا ہے مصمم ارادہ کر چکا ہوں صرف اجازت پیر و مرشد کے لئے حاضر بارگاہ ہوا ہوں۔

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا بابا تو جو کہتا ہے بالکل درست ہے رب العزت کا فرمان بھی یہی ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ. بابا تیری یہ حسن نیت و ارادۂ صالح کو دیکھکر فقیر بہت خوش ہوا اللہ تبارک تعالیٰ تجھکو مبارک کرے

اس کے بعد آپ نے فرمایا بابا میں تیرا پیر طریقت ہوں اس باب میں میرا کہنا سن اس کے بعد آپ نے دست مبارک دراز کر کے فرمایا کہ بغور دیکھ تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ کعبۃ اللہ آنکھوں کے سامنے آگیا ہے اور اس کے اطراف و جوانب گردو نواح کی جتنی عمارتیں ہیں سب کے سب پیش نظر ہو گئیں اور وہاں کے لوگوں کا پھرنا چلنا بیٹھنا اٹھنا سب دکھائی دینے لگا آپ نے فرمایا بابا طواف کعبہ کر لو اور مناسک حج ادا کرو جہاں نماز پڑھنی ہے وہاں نماز پڑھو جس مقام پر کنکریاں پھینکی ہے وہاں کنکریاں پھینکو بہر کیف آداب و شرائط حج ادا کرو۔ وہ شخص اٹھا اور جملہ مناسک ادا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو فارغ ہو گیا۔ اس نے کہا الحمدللہ اس کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا تو وہ کیا

دیکھتا ہے کہ روبرو پیر و مرشد ہاشم دستگیر ہیں اور محلہ ہاشم پیر ہے پھر آپ نے بصد خوشی اس کے جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ بغیر تکلیف و مشقت و بلا سفر بری و بحری و بلا طے منازل و قطع مراحل تو زیارت حرمین الشریفین سے مشرف ہوا حاجی صاحب تم خوش نصیب ہو حج تم کو مبارک ہو۔ اس نے دست بستہ سر جھکا کر عرض کیا کہ یہ سب کچھ عنایت الٰہی و فیض مرشدی ہے ورنہ میں کجا اور حج بیت اللہ کجا۔ ؎

صلاح راہ کجا و من خراب کجا ببیں تفاوت راہ از کجا وتا بکجا

قحط سالی و امساک باراں کے زمانہ میں آپ کی دعا سے باران رحمت کا نزول

منقول ہے کہ سلطان ابراہیم عادل شاہ بن علی عادل شاہ کے زمانہ میں شہر دار الظفر بیجاپور میں قحط پڑ گیا امساک باران کی وجہ ندی نالے سوکھ گئے۔ کوئیں۔ تالاب اور چشمے خشک ہو گئے۔ ہزار ہا بندگان خدا تنگ آکر اپنا وطن چھوڑ کر چلا گئے جو باقی رہے۔ اُنکی پریشانی و سراسیمگی حد سے فزوں ہو گئی۔ ہزاروں خلق اللہ کفیٰ باللہ شہیدا۔ بہ سبب عدم حصول آب و دانہ جام شہادت نوش کر گئے ماکولات و مشروبات میں حلت و حرمت کا امتیاز باقی نہ رہا۔ دودھ پلانے والی مائیں اپنے شیر خوار بچوں کو بدل و غم با دیدۂ پرنم بصد مجبوری و لاچاری اپنے گودوں سے علیحدہ کر دیا۔ بچوں کی گریہ و زاری ننھے ننھے معصوموں کی اشک باری سے

ہر چھوٹے بڑے پیر و جواں کے آنکھوں میں آنسو رواں تھے۔ بالآخر شہر کے اکابرین و عمائدین نے جلسہ منعقد کر کے جملہ لوگوں کو جمع کیا کہ انسان کی بود و بقا پانی پر ہے۔ پانی تو پانی اب رونے کیلئے آنکھوں میں تک پانی نہیں ہے۔

لہٰذا ہم نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب کبھی بزرگانِ سلف پر ایسا نازک وقت آتا تو وہ اولیاء اللہ و اہل بیت رسول اللہ صلعم کا دامن پکڑتے تھے اور ان سے طالب دعا ہوتے تھے بہ برکت دعائے اہل اللہ و اہلِ بیت رسول اللہ صلعم بلا ٹل جاتی اور آسمان سے پانی برستا تھا۔ بمصداق

گرچہ دستِ اہل دولت ہست در ظاہر بلند
دستِ اربابِ دعا بالاترین دستہا ست

اس لئے ہم سب کے سب مقبول سبحانی منظور رحمانی قطب دکن ہاشم پیر دستگیر قبلہ جو مستجاب الدعوات ہیں آن کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر اور اپنی داستان مصیبت بیان کر کے طالب دعا ہوں تو بہتر ہے جملہ لوگ اس تجویز کو پسند کر کے آستانہ ہاشمی پر حاضر ہوئے نہایت رسوخ و ادب سے یوں کہنے لگے۔

؎ حالِ صدیق و اویس قرنی کا صدقہ　عمر و حیدر و عثمان غنی کا صدقہ
سبطِ سرکار حسین ابن علی کا صدقہ　اللہ کے اس جود کا اور تشنہ لبی کا صدقہ
ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات　رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی کا صدقہ

قبلۂ عالم آپ مقبول بارگاہِ الٰہی ہیں براہ لطف کرم ہمارے لئے دعا فرمایئے تاکہ آسمان سے پانی برسے اور ہماری مصیبت دور ہو جائے آپ کے شہر میں آپ کے سایۂ عاطفت میں ہم رہیں اور ایسی آفت کا ہم کو سامنا ہو تعجب ہے۔
بمصداق ؎

بود بہ حفظ خدا دل قوی ضعیفاں را
کہ سہم شیر نگہباں بود نیستاں را

حضرت پیر و مرشد نے ان لوگوں کی داستان درد و الم کو جب مسموع فرمایا تو آب دیدہ ہو کر بغایت خضوع و خشوع آسمان کی طرف منہ کر کے در توحید ایزد منان بزبان دکھنی عاجزانہ التجا فرما کر اپنے دائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف گھمایا۔ دکھنی الفاظ کا آپ کے زبان مبارک سے نکلنا اور کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف گھمانا ہی تھا کہ جو طرف سے آسمان پر ابر گھرا آگیا بادل گرجنے لگا بجلیاں چمکنے لگیں۔

آپ نے حاضرین سے فرمایا بابا جلد اپنے اپنے مکان چلا جاؤ ایسا ہو کہ کثرت بارش سے تم تربتر ہو جائیں بمجرد استماع حکم پیر و مرشد لوگ دوڑتے بھاگتے اپنے اپنے مکانوں کو گئے جن کے مکان نزدیک تھے پہنچ گئے جن کے دور تھے پانی میں بھیگ گئے بعد ازاں حضرت قطب دکن پانی اتنا برسا کہ ندی نالے

ہلک ہو گئے۔ شہر کے کوچہ و بازار میں پانی کا سیلاب حد سے تجاوز کر گیا۔ پانی کا آنا کیا تھا قحط زدہ آفت رسیدہ لوگوں کے منہ پر پانی آگیا۔ پانی کے پڑنے سے خشک زمین فرشِ زمرد بن گئی۔ خزاں رسیدہ بے برگ و بار درخت جامہ سبز سے آراستہ و مزین ہو گئے لوگوں کے پژمردہ دل مبدل بہ فرحت و انبساط ہو گئے۔ چہروں پر خوشی و خرمی کی لہریں دوڑ گئیں۔ ؎

بندگان حق رحیم و بردبار — خوی حق دارند در اصلاح کار
ہر کرا دل پاک باشد ز اعتزال — آن دعایش می رود تا ذوالجلال

جانداروں کی تکلیف کا احساس

اے وہ ہمدردِ جہاں اے بے زبانوں کی زباں
بیل جب زخمی ہوئے خوں مبارک تھا رواں

ایک روز کا ذکر ہے حضرت ہاشم پیر دستگیر کے ایک مرید حاضر خدمت ہو کر بصد نیاز و آداب اپنے مکان تشریف لانے کی دعوت دیتے ہوئے بکمال ادب عرض کیا ؎

یہ مانا آپکو تکلیف ہوگی آنے جانے میں — مگر عزت مری بڑھ جائیگی تشریف لانے سے

حضرت پیر و مرشد اس کی دلی آرزو کو دیکھ کر باوصف مکان دور ہونے کی دعوت کو قبول فرمایا اس نے آپ کی سواری کے لیئے بیل بنڈی لیکر آیا۔ اور عرض کیا قبلہ اس وقت حضور کے جو فقراء و خلفاء یہاں حاضر ہیں انکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیں تو موجب مسرت ہے آپ نے سید احمد نذیر۔ سید محمد۔ محمد حسین۔ شاہ ظہران دیہ

چار نفر سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی مجھ فقیر کے ساتھ چلیئے۔ اور بنڈی میں سوار ہو جایئے۔ انھوں نے عرض کیا قبلہ عالم بنڈی میں پہلے آپ سوار ہو جایئے۔ اس کے بعد ہم بیٹھینگے آپ سے پہلے تقدیم و مسابقت ہم غلاموں سے کیسے ہو سکتی ہے اس ادب سے ہمارے دست و پا بستہ ہیں۔ بمصداق

نہ ہو جس میں ادب اور وہ کتابوں سے لدا پھرتا
ظفر اس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں

حضرت پیر و مرشد قبلہ نے انکی عقیدت و فرط ادب کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور دعا دیکر ارشاد فرمایا کہ میری خوشی ہے کہ تم لوگ بنڈی میں پہلے سوار ہو جاؤ۔ پھر بہ ایں بفحوائے الامر فوق الادب سوار ہو گئے۔ انکے بعد حضور والا بنڈی پر چڑھ گئے بنڈی تھوڑی دور جانے نہ پائی تھی بیل اڑنے اور چلنے میں مستی کرنے لگے۔ بنڈی ہانکنے والے کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس میں آہنی میخ بھی تھی۔ اس سے اس نے زور سے ایک بیل کو مارا مارنا ہی تھا کہ بیل کے جسم میں میخیں چبھ گئیں اور خون برآمد ہوا۔ جب بیل بان نے بیل کو مارا تو اسی وقت ہاشم پیر دستگیر نے کہا آہ۔ آہ۔ رے ظالم تو نے یہ کیا کیا۔ بیل بان پریشان ہو کر آپ کی طرف دیکھا تو جس مقام پر بیل کو میخ زدہ لکڑی کی مار پڑی تھی اور اس کے ضرب سے خون رواں تھا۔ اسی طرح اسی مقام سے آپ کے جسم انور سے خون

مجری تھا۔ مقام ماؤف اور جاری شدہ خون کو آپ کے ہمراہیوں نے بچشم خود دیکھا۔ تو متعجب اور متحیر ہوئے اور کہا سبحان اللہ کیا ذات گرامی ہے جن کے نانا انیس الغریبین رحمۃ اللعالمین ہوں۔ اُن کی خوبی اُن کی ہمدردی و رحمدلی نواسے میں کیوں نہ رہیگی۔

بمصداق۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

چوہے کے خون کے بدلے
اپنے فرزند دلبند کی قربانی

قدر و عظمت جاں کی تھی عدل کا تھا اقتضا
چوہے کے خاطر پسر کو آپ نے قربان کیا

ایک روز کا ذکر ہے کہ دریائے بحر رافت و کرامت دوپہر کا کھانا تناول فرما کر قیلولہ فرما رہے تھے (دوپہر کے وقت سو رہے تھے) خلاف عادت دیر تک آپ نے استراحت فرمایا۔ ظہر کی نماز کا وقت جب تنگ ہونے لگا تو ایک بوڑھے چوہے نے آکر آپ کے قدم مبارک کو بوسہ دیا تاکہ آپ بیدار ہو کر نماز ظہر ادا کریں۔ آپ نے اس چوہے کے بوسہ سے اپنا قدم کسی قدر کھینچ لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چوہا پھر آپ کے قدم مبارک کو مکرر بوسہ دیا پھر بھی آپ نے اپنا پیر کھینچ لیا۔ مگر بیدار نہیں ہوئے تھوڑی دیر بعد وہ چوہا مکرر آکر قدم مبارک کو بوسہ دیا۔ اس واقعہ کو آپ کے فرزند اکبر حضرت سید شاہ مرتضیٰ حسینی صاحب قبلہ نے بچشم خود دیکھ کر سمجھا کہ باوا جان کو چوہا کاٹ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا زہر اثر کر جائے اور ابا جان کو اذیت ہو۔

یہ خیال کر کے بچے کھیلنے کی تیر کمان وہاں پڑی ہوئی تھی۔ اُس کو لیکر آپ تیر کو اُس کے جانب پھینک دئیے اتفاق کی بات ہے کہ وہ چوہا آپکی تیر کا نشانہ ہوگیا۔ اور اُسی مقام پر وہ مرگیا۔ جونہی وہ مرا حضرت ہاشم پیر دستگیر کی آنکھ کھل گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھا چوہا تیر لگ کر مرا پڑا ہے اور روبرو خود کا فرزند کمان لئیے ہوئے کھڑا ہے چوہے کے مرنے سے آپ آبدیدہ ہو کر فرزند سے مخاطب ہوئے کہ میں اپنی تمام عمر میں کسی جاندار چیز کو نہیں مارا اگر تو ناحق بلا سوچے سمجھے ایک غریب بوڑھے چوہے کو جو مجھ کو جگانے کے لئے بوسہ دیا کرتا تھا اُس کو مار ڈالا۔ افسوس صد افسوس تو یہ بہت بُرا کام کیا۔ آپ اپنی آنکھوں میں پانی بھر لا کر اپنے فرزند دلبند کو بد دعا دی۔ اس بد دعا کا یہ اثر ہوا کہ اس زمانے میں دو نوابوں کے مابین جنگ چلی ہوئی تھی۔ حضرت کے فرزند سید شاہ مرتضیٰ حسینی صاحب قبلہ اس وقت نواب مصطفےٰ خاں کے پاس کھڑے ہوئے تھے فریق مخالف کا تیر مدِ مقابل کی جانب جانے کے بجائے حضرت کی طرف آکر جہاں اور جس مقام پر چوہے کو تیر لگا تھا۔ اُسی مقام پر حضرت کو تیر لگ گیا۔ اس ضرب کاری سے آپ جانبر نہ ہو سکے اُسی وقت اسی مقام پر آپ جاں بحق تسلیم ہو گئے۔

جب یہ خبر وحشت اثر حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ کے گوش مبارک تک پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے چوہے کے خون کے

بدلے اپنے فرزند دلبند سید مرتضیٰ حسینی کو دیدیا خون کا بدلہ خون ہی سے ہونا ضروری تھا پھر جو کچھ ہوا اچھا ہوا۔

اللہ اکبر کہاں چوہے کی جان اور کہاں یہ اعلیٰ ہمتی و الا شان اللہ والوں کے نزدیک پست و بلند، چوہا و فرزند دلبند برابر ہیں۔ اللہ کی غریب مخلوق کے ساتھ کیا ہمدردی اور کیا درد دلی ہے۔ درد دل و ہمدردی خلق اللہ یہ چھوٹے سے الفاظ ہیں مگر معنی اس کے بڑے وسیع ہیں۔ یہ وہ جوہر لطیف ہے جس کے پاس یہ ہوا اس کو مرد کامل بنائیگا۔ جس کے نزدیک یہ دولت عظمیٰ نہیں وہ بہائم سے بھی بدتر ہے

بعد دفن فرزند دلبند آپ نے اپنے پوتے حضرت سید برہان الدین حسینی صاحب (فرزند مرحوم) کو اپنے روبرو طلب فرما کر خرقۂ خلافت عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جو کچھ متاع محمدی و املاک سرمدی مجھ فقیر کے پاس محفوظ ہے وہ آج کی تاریخ بخوشی میں تم کو بخش دیا۔ آپ نے ان کو دعا دی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ تم کو ثبات قدمی عطا فرمائے۔ اور تم سے یہ خاندان روشن ہو۔ اور مریدان خاندان ہاشمی کے آفات و بلیات دور ہوں۔ آمین ثم آمین۔

سبحان اللہ خاندان ہاشمی کا بچہ بچہ ہمدرد و درد مند واقع ہوا ہے۔ آپ کے خاندان میں آج تک کوئی شکاری بڑا نشانہ باز اپنا نشانہ بتلانے کے لئے فرط عقیدت سے ہاشم دستگیر کی اولاد کو اپنے ہمراہ لیجائے تو شکار نہیں ہوتا۔ تجربہ شاہد ہے۔ ایک نہیں

ہزار گولیاں چلا کر دیکھا جائے۔ سب کے سب خالی چلے جاتے ہیں سچ ہے جن کے دادا جس کام کو پسند نہ کئے ہوں اور ایک چوہے کے بدلے اپنے فرزند کو دیئے ہوں۔ تو ان کی اولاد کو یہ سبق ضرور یاد ہے اور رہیگا۔ اگر کوئی شخص اپنی ارادت و رسوخ سے اولاد ہاشم پیر کو شکارگاہ میں لیجائے تو وہاں وحوش و طیور چرند و پرند پر کیسے بلا آئیگی۔ چونکہ یہ اولاد پیر ہاشم آل رحمۃ اللعالمین ہیں جہاں رحمت کا ظہور ہو وہاں کی رہنے والی ہر چیز ہر آفت و بلا سے دور رہنا چاہیئے۔

بازگشت آفتاب

دو ٹکڑے چاند ہونے سے جہاں پر ہو گیا روشن
اثر فرمان مسلم کا زمیں سے آسماں تک ہے
فلک سے ڈوبتے سورج کو پلٹایا اشارہ میں
یہی فرمان مسلم تھا کہ حضرت پیر ہاشم نے

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ رح اپنے مریدین معتقدین خلفاء و فقراء کے ساتھ تشریف فرما تھے پند و موعظت کا بازار گرم تھا قرآن کریم و فرقان حمید کے حقائق و معارف کا سمندر جوش پر تھا۔ فقہ و حدیث و راہ فقر و تصوف کے رموز و نکات کا دریا لہریں مار رہا تھا۔ علم سلوک کی تعلیم سے حضار مجلس فیضیاب ہو رہے تھے۔ سامعین پر سکتہ کا عالم تھا۔ بوجہ ادب سر جھکائے ایسے بیٹھے تھے۔ بمصداق

كَأَنَّمَا عَلَىٰ رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ۔ گویا ان کے سروں پہ

چڑیاں بیٹھے ہیں۔ سلسلہ کلام ایسا تھا کہ بغیر ختم کے نتیجہ برآمد نہیں ہوتا تھا۔ آخیر وقت نماز عصر تنگ ہو گیا۔ حاضرین دریائے حیرت و استعجاب میں غرق تھے کہ کیا کیا جائے۔ اِدھر سلسلۂ موعظت ختم نہیں ہوتا ادھر آفتاب دامن مغرب میں پنہاں ہونے کو ہے، ادب مانع ہے زبان ہلانیکی طاقت نہیں۔ بمصداق

پیش بینایاں کنی ترک ادب　　نار دوزخ را ازاں گشتی حطب

آخرالامر حضرت پیر مرشد جب اپنے کلام کو پورا کر کے تجدید وضو کیلئے اُٹھے تو آفتاب غروب ہو گیا۔ نماز عصر قضا ہونے سے حاضرین مجلس کو افسوس ہوا۔ جب آپ وضو سے فارغ ہو کر باؤلی سے باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ غروب شدہ آفتاب پھر واپس آ گیا۔ پس حضرت اپنی جماعت کے ساتھ نماز عصر ادا کئے۔ آفتاب ایک گھڑی تک بلند رہ کر غروب ہو گیا بمصداق

ہر کہ در آفاق گردد بوتراب　　بازگرداند زمغرب آفتاب
اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ بازگرداند ز راہ

نقیب خاں قوال پر آپکے توجہات

منقول ہے کہ حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ رحمۃ کے زمانہ میں آپ کا ایک مرید نقیب خاں قوال رہتا تھا۔ نہایت ہی خوش گلو خوش آواز گانے بجانے کے قوانین سے بخوبی واقف ماہر موسیقی تھا۔ بوجہ ضعیفی طاقت و توانائی نے

جب جواب دیدیا تو لوگ اس سے متنفر ہونے لگے۔ بمصداق

بشر کیواسطے جو کچھ ہے دنیا میں جوانی ہے　　یہی جب مٹ گئی مرنے سے بدتر زندگی ہے

ایک روز وہ نعت خواں بوڑھا قوال پیر دستگیر کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ قبلہ عالم عہد جوانی و عالم شباب میں اپنی لحن داودی و دلکش آواز سے حاضرین و سامعین کو مست و بیخود بنا دیتا تھا۔ لوگ جھومتے تھے اور مرحبا کہتے ہوئے میرے گرد گھومتے تھے آج بوجہ کہن سالی لوگ نزدیک سے بھاگ جاتے ہیں۔ کیا زمانہ کا انقلاب ہے۔ کبھی فارغ البالی نصیب تھی اب تنگدستی اور عزبت سے دن گزارتا ہوں۔ فاقہ کشی کی نوبت پہونچی ہے۔ میرے حال زار پر رحم فرمائیے۔ میرے مرشد آپ آلِ نبی اولادِ علی ہیں۔ خدارا کرم کیجئے۔ حضرت قبلہ نے اس قوال کی درد بھری کہانی اس کی زبانی سماعت فرما کر بکمال التفات و مراحم اپنی دستار مبارک مرحمت فرما کر اس کے حق میں دعائے ترقی رزق و درجات فرمائے۔ اس کے بعد وہ بوڑھا قوال بدعا پیر دستگیر اپنے زمانے کے مشاہیر قوالوں سے ہوا اور اپنی پیاری و سریلی آواز سے سامعین کے قلوب کو مثل مقناطیس کے کھینچنے لگا۔ روزمرہ اس کے روبرو روپیوں کی ڈھیر لگنے لگی۔ عسرت یسرت ہو گئی۔ یوماً فیوماً اس کے مدارج میں ترقی ہوتی گئی۔ تادمِ زیست اسکی آواز میں تغیر واقع نہ ہوا۔

اپنے ایک مرید صادق کو افضل خاں کے خطاب سے سرفراز فرما کر شہر بیجاپور کا وزیر بنا دیا

منقول ہے کہ ایک روز مست بادۂ جبار مقبول بارگاہِ پروردگار حضرت سید شاہ ہاشم حسینی العلوی قبلہ اپنے مکان جنت نشان میں رونق افروز تھے ایک شخص آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر عرض کیا ؎

آرزو دارم کہ خاکِ آں قدم　　توتیائے چشم سازم دمبدم

پیر و مرشد ایک زمانۂ دراز سے غلام کے جی دل میں یہ خواہش موجزن رہی کہ حضورِ لامع نور کو دعوت دے کر اپنے مکان بلالے جاؤں اور قدم والا کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بناؤں۔ مگر بوجہ گوناگوں قاصر و عاجز رہا۔ بحمداللہ آج لوازمات دعوت فراہم ہو چکے ہیں۔ خدارا مجھ ناچیز کی دعوت قبول فرما کر مشکور فرمائیے۔

حضرت پیر و مرشد قبلہ اس شخص کی حسن نیت و ارادۂ صالحہ کو دیکھ کر اس کی دعوت کو قبول فرما کر اُس کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ شخص آداب بزرگانہ اور مراسم مرشدانہ کما حقہٗ بجا لا کر گویا ہوا۔ سبحان اللہ آج کی رات مجھے کیسی دولت نصیب ہوئی کہ میرا دلدار میرا مرشد میرا آقا میرے گھر آ گیا اور میری تمنا کا شجر ثمر لایا۔ آج رات کو اگر میں شب برات کہوں تو کچھ بیجا نہیں آج رات کو اگر میں شب قدر بولوں تو مبالغہ نہیں میرے سر میرے پیر میرے مرشد آپ کے آنے سے میری ایک دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔

بپاس بندہ نوازی میرے سر پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا دیجئے میں صرف آپ کی نظرِ کرم کا محتاج ہوں۔ مجھے ؎

نہ دولت نہ منصب نہ زر چاہیئے
فقط آپکی ایک نظر چاہیئے

حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ نے اس عقیدتمند صادق کے اعتقاد واثق کو دیکھ کر اظہار مسرت فرمایا اور دعا سے سرفراز فرمایا کہ خدائے کریم و کارساز تجھ کو دارین و کونین میں سرخرو رکھے۔ اور ابواب رزق تجھ پر کھول دے اور تیرے مدارج میں ترقی عطا فرمائیے ہم تجھ کو آج کے روز اللہ کے فضل سے افضل خاں کے خطاب سے مخاطب کرتے ہیں اور اس شہر بیجاپور کا وزیر بنا دیتے ہیں۔ وہ شخص یہ سُن کر قدموں پر گر پڑا اور عرض کیا ؎

شاہاں چہ عجب گر بہ نوازند گدارا

آپ کی زبان مبارک سے جب فیض اثر کو لئے ہوئے جملے دعا بنکر نکلے تو اُس کے دوسرے دن سلطان محمد عادل شاہ اس شخص کو اپنے پاس طلب کر کے قلمدانِ وزارت اور افضل خاں کے خطاب سے سرفراز کیا۔ افضل خاں بعد ماموری خدمت اپنا خلعت وزارت زیب تن کر کے حضرت پیر و مرشد قبلہ کی خدمت میں بحصول قدمبوسی حاضر ہوا۔ آپ اس کو دیکھ کر خوش ہوئے اور یوں فرمائیے۔

اثر کو ساتھ لئے کامیاب ہو کے پھری　　فلک سے میری دعا مستجاب ہو کے پھری

تاریخ دکن میں افضل خاں کی شجاعت اور جوانمردی کے قصے روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ درحقیقت اسکی شہرت کے پس پردہ حضرت قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کی دعائیں چھپی ہوئی تھیں

سید نعیم اللہ حسینی صاحب اور انکے برادر پر آپ کے توجہات

حضرت سید نعیم اللہ حسینی صاحب ایک واقعہ اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ حضرت قطب دکن سید شاہ ہاشم حسینی قبلہ میرے والد بزرگوار کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے والد صاحب قبلہ نے مجھ کو اور میرے چھوٹے بھائی کو حضور انور کی خدمت میں پیش کر کے استدعا کی کہ ان دونوں بچوں کو اپنی غلامی میں لے لیجئے آپ نے فرمایا بہت خوب اس کے بعد حضور نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کونسا کسب اختیار کرنا چاہتے ہو۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کیا میرے آقا غلام فقیری پسند کرتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا الحق ایسا ہی چاہیئے۔ آفریں زندہ باش۔ الولدُ سِرٌّ لِاَبیہٖ۔ حضور نے اپنا قلمدان طلب فرما کر اس میں سے دو کھجور نکالے ایک مجھ کو اور ایک میرے چھوٹے بھائی سید محمد تاج کو عنایت کئے۔ آپ ہم دو بھائیوں کو شرف بیعت سے سرفراز فرما کر اپنی غلامی میں داخل فرمایا۔ اس کے بعد سید تاج محمد سے استفسار فرمایا تم کیا چاہتے ہو۔ اس نے فن سپاہ گری کی خواہش ظاہر کی۔ یہ جواب بھی سن کر آپ نے اظہار مسرت فرمایا اور ہم دونوں بھائیوں کو اپنے سینہ سے لگا کر اپنا

دست مبارک ہمارے سر اور پیٹھ پر پھیرے اور دعا سے سرفراز فرمائے آپ نے جیسی دعا کی تھی ویسا ہی ہوا۔ سچ ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الدعا سلاح المومنین۔

اپنے توجہات باطنی سے گرے ہوئے گھوڑے کو خندق سے نکالنا

منقول ہے کہ ایک روز حضرت سید شاہ ہاشم حسینی قبلہ اور سید شاہ ید اللہ ولد سید انوار الحسن فیض آبادی دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر محلہ زہرہ پور کی جانب خندق کے کنارے کنارے جا رہے تھے ناگہاں ایک مست ہاتھی اس طرف سے آیا۔ ہاتھی کو دیکھتے ہی شاہ ید اللہ صاحب کا گھوڑا چمک کر کودا۔ اس کے آگے کے دونوں پیر خندق کے اندر چلا گئے۔ بمجرد اس واقعہ کے حضرت ہاشم پیر دستگیر اپنے گھوڑے سے اتر کر خندق پر پہونچے اور گھوڑے کے سُم کے نیچے اپنے مبارک ہاتھوں کو لیجا کر اس گھوڑے کو اٹھائے اور خندق کے باہر کر دیئے۔ آپ جب گھوڑے کو خندق کے باہر کر رہے تھے تو شاہ ید اللہ صاحب اپنے پیٹھ کے پیچھے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ہاشم پیر قبلہؒ اپنے گھوڑے پر ہی سوار ہیں شاہ ید اللہ صاحب متحیر و متعجب ہو کر ادب سے دریافت کئے کہ قبلہ کا خود اتر کر میرے گھوڑے کو خندق سے نکالنا اور اپنے گھوڑے پر ہی سوار رہنا یہ راز سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ بابا تمہارا گھوڑا خندق میں گر پڑے اور میں یونہی دیکھتا کھڑا رہوں

یہ خلافِ شانِ فقیری ہے۔ کل بروزِ قیامت تمہارے جدِ امجد کو مجھے
منہ بتانا ہے جو کچھ فقیر سے ہو سکا کیا۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی!

آپکی قیام گاہ پر تجلیاتِ الٰہی و انوارِ غیر متناہی کا نزول و وسعتِ مکانی کا مشاہدہ

منقول ہے کہ ایک روز حضرت ہاشم پیر قبلہؒ اپنے مکان کے صحن
میں تشریف فرما تھے جہاں اور جس مقام پر آپ رونق افروز تھے
وہ جگہ چھوٹی سی تھی۔ زیادہ گنجائش وسعت کی نہیں تھی۔ آپ کے
مریدین و مرشدین برائے ملاقات و دیدارِ سعادت آثار و بغرض
شرفِ قدمبوسی آپ کی خدمت میں آنا شروع کئے۔ جائے مبارک
مختصر اور تنگ تھی مریدین اور معتقدین کی آمد آمد سے حاضرین کی عقل
دنگ تھی جگہ کی قلت اور حاضرین کی کثرت سے لوگ محوِ حیرت تھے
کہ اس چھوٹی سی جگہ میں جمِ غفیر و انبوہِ کثیر کی یہ گنجائش سمجھ میں نہیں آتی
مثل مشہور ہے: جائے تنگ است مرداں بسیار۔ اس وقت حضور
پُر نور کے وجودِ گرامی و جسمِ سامی کو جب بغور دیکھا گیا تو معلوم ہونے
لگا کہ آپ پر تجلیاتِ الٰہی و انوارِ غیر متناہی کا نزول ہو رہا ہے
جس سے حضور والا کا جسم مبارک نہایت لطیف ہو گیا ہے۔ جس کی
وجہ اس تھوڑی سی جگہ میں خود بخود وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ اس مجلسِ
مبارک میں شہر بیجاپور کے بڑے علماء و فضلاء، زہاد و عباد و سادات
مشائخین مریدین و معتقدین موجود تھے۔ اس عجیب و غریب کیفیت
و کرامت کو سبھوں نے جب دیکھا تو ایک زبان ہو کر یوں گویا ہوئے

شعر

بیانِ وصفِ تو گفتن نہ حدِ امکاں است
چرا کہ وصفِ تو بیروں ز حدِ اوصاف است

اجنہ میں آپکی قدر و عظمت بادشاہ جن آپ کا مطیع و فرمانبردار ہونا

منقول ہے کہ ایک روز ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ اپنے مکان میں
تشریف فرما تھے ایک معمر و ضعیف عورت اپنے فرزند کو ساتھ لیکر
گریہ و زاری کرتے ہوئے خدمتِ اطہر میں حاضر ہو کر قدموں پر
گر پڑی اور عرض کرنے لگی قبلۂ عالم یہ ضعیفہ اپنے فرزندِ دلبند کی
شادی کر کے کل دلہن کو اپنے مکان لے آئی کل کی رات شبِ زفاف
(جلوے کی رات) تھی دولہا دلہن حجرے میں آرام کر رہے
تھے۔ حوائجِ ضروری کے لئے دلہن دروازہ کھول کر باہر آئی اور بعد
انفراغِ حاجت جب اندر نہ آئی تو دولہے نے بعد انتظارِ بسیار
باہر آکر دیکھا تو اپنی دلہن کو نہ پایا۔ بنہایت حیرانی و پریشانی رات میں
ادھر ادھر دیکھا مگر کسی مقام پر اپنی بیوی کا پتہ نہ پایا۔ آخر الامر سسرال
کے مکان گیا اور دریافت کیا۔ وہاں بھی سراغ نہ پایا۔ مجبوراً بحالتِ
پریشانی آیا مکان آنکھوں کے سامنے سنسان و ہو کا میدان نظر آنے لگا
ایک گھڑی پہلے مکان جو راحت محل و عشرت کدہ تھا اب اُداس
غمکدہ نظر آنے لگا۔ غرض نوشہ و مادر و پدرِ عروس شہر کے کوچہ و
بازار میں گم شدہ کی تلاش کئے مگر پتہ نہ پائے۔ اس کے بعد متواتر
اہلِ دل بزرگانِ کرام کی خدمات میں حاضر ہو کر اپنی داستان

معیبت بیان کئے۔ مگر مراد دل بر نہ آئی۔ اب دربار گہربار میں
میں اور میرا فرزند حاضر ہوتے ہیں۔ پیرو مرشد آپ دستگیر
بیکساں حاجت روائے عالم دعالمیاں ہو۔ اگر آپ ہمارے حال
زبوں پر نظر ترحم نہ فرمائیں تو ہم اپنی جان شیریں آپ کی چوکھٹ پر
نثار کر دینگے۔ آپ نے یہ درد بھری کہانی بڑھیا اور اس کے فرزند
(نوشہ) کی زبانی سن کر مراقبہ فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر خادم سے
فرمایا کہ مکان میں جاکر ان لوگوں کے لئے کھانا لے آؤ۔ خادم کھانا
لے آیا۔ ماں بیٹے ہر دو کھانا نہ کھاکر یوں بیٹھے رہے۔ حضرت قبلہؒ نے
فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم یہاں سے بامراد و شادکام جاؤ گے۔ فکر مت
کرو۔ پہلے کھانا کھالو۔ آپ کے کلام فرحت التیام کو سن کر ماں بیٹے
خوش ہوئے اور کھانا کھائے بعد فراغت طعام حضرت قبلہ ایک
رقعہ تحریر فرماکر نوشہ کو عنایت کر کے فرمایا۔ تم میرے اس رقعہ کو لے
کر شاہی دروازے کے باہر ایک میل کے فاصلہ پر جاؤ اور وہاں
انتظار کرتے کھڑے رہو۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوج کثیر تمہارے
روبرو گذریگی۔ آخر میں ایک ہاتھی پر بادشاہ اجنہ کی سواری
بصد شان و شوکت آئیگی اس وقت تم اس بادشاہ کے پاس
جاکر آداب شاہانہ بجا لاؤ اور نہایت ادب سے میرے اس رقعہ کو
انھیں دیدو انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا کام بن جائیگا۔

حضرت پیرو مرشد قبلہ کے حسب ہدایت وہ شخص رقعہ لیکر

اس مقام پر پہونچا جہاں جانیکا حکم ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا
دیکھتا ہے کہ ایک انبوہ کثیر جم غفیر فوج آرہی ہے۔ لاتعداد فوج
ادھر سے آئی اُدھر چلا گئی۔ بعد میں بادشاہ سلامت بغایت شان و
حشمت ہاتھی پر جلوہ گر نظر آئے وہ شخص آگے بڑھ کر تسلیمات کورنشات
بجالاکر رقعہ حضرت ہاشم پیر دستگیر اس کو دیدیا بادشاہ اس
رقعہ گرامی کو لیکر پڑھا۔ اس کے بعد بوسہ دیکر آنکھوں سے لگایا اور
اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ جاؤ۔ اس حرام زادے چور کو معہ اس شخص کی
کی دلھن کے میرے پاس حاضر کرو۔ ملازمین مذکور بتجسس تمام جن (چور)
کو معہ مسروقہ (دلھن) کے لاکر پیش کئے۔ بادشاہ جنات اس چور
کو اس کارکردنی کی پاداش میں درّے لگاکر کہا نالائق تجھ
کو شرم نہیں آتی۔ احکام الٰہی کو بھول گیا۔ زن غیر کے ساتھ یہ سلوک
اور جس شہر میں حضرت قطب الاقطاب ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ رہتے
ہوں۔ وہاں کے لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ افسوس کا مقام ہے۔
فوراً توبہ کر اور آئندہ ہرگز ہرگز ایسے فعل شنیعہ وقوع میں نہ آنے پائیں
یہ کہہ کر اس عورت کو اس کے خاوند کے حوالہ کر دیا۔ اپنی تمام قوم
جنات کو سختی سے تاکید کی کہ اس شہر کے کسی انسان کو خواہ وہ
عورت ہو خواہ مرد تکلیف نہ دیجائے، چونکہ یہاں حضرت قطب
دکن سید ہاشم حسینی قبلہ رہا کرتے ہیں جس مقام پہ حضرت قبلہ ہوں
وہ مقام جملہ لوگوں کے لئے دارالامن ہے۔ فَمَنْ دَخَلَ کَانَ آمِنًا

گو میں تمہارا بادشاہ ہوں مگر میرے بادشاہ حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ ہیں اگر پیر و مرشد قبلہ ہم سے ناراض ہو جائیں ہماری دارین و کونین میں روسیاہی و رسوائی ہوگی۔ اس کے بعد نوشہ سے کہا کہ بابا اب تو خوشی سے چلا جا۔ تیری گم شدہ چیز تجھ کو مل گئی ہے۔ جب تو حضرت پیر و مرشد قبلہ کی بارگاہ میں حاضر ہو تو میری جانب سے بعد قدمبوسی کے یوں عرض کرنا کہ آپ کے غلام نے آپکے حکم کی تعمیل کر دی ہے اس کو دعا سے یاد فرمائیے۔ بمصداق

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی — بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را

اپنے عقیدتمندوں کی ارواح کو مرید فرمانا

منقول ہے کہ ایک شخص حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ رح سے نہایت رسوخ و عقیدت رکھتا تھا جب بیمار ہوا اور اپنی حالات کا سلسلہ ناگفتنا ہی پایا تو اس نے جناب سید محمد بن سید نصراللہ حسینی سے یوں وصیت کی کہ مجھ ناچیز کی سقیم حالت کا ذکر حضرت پیر و مرشد دستگیر بیکساں ہاشم پیر دستگیر قبلہ سے بصد ادب عرض کرنا کہ آپ کا فلاں غلام بغیر آپ سے بیعت کئے دنیا سے رخصت ہونے کو ہے اگر زندگی باقی رہے تو حاضر حضور ہو کر جام طہور (پیالہ پیر) نوش کرےگا اگر کوس رحلت بج جائے اور پیک اجل مہلت نہ دے تو یہ عرض کرنا کہ بعد مردن مجھ کو نہ بھولیے اور زمرۂ غلامی میں لیکر میری بے چین و بیقرار روح کو تسکین دیجئے۔ بمصداق ؎

جاؤں کہاں پکاروں کسے کس کا منہ تکوں — بتلا دے کون تیرے سوا میرے لئے ہے

یہ کہتے ہوئے وہ انتقال کیا۔ مرحوم کی وصیت ایک روز سید محمد بن نصیراللہ صاحب نے حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ رح سے جب کہ حضور آثار شریف میں تشریف فرما تھے۔ کما حقہ بیان کیا یہ سن کر حضرت مراقب ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھا کر یوں گویا ہوئے کہ میں نے مرحوم کو اپنا مرید کر لیا۔ سید محمد حسینی یہ سن کر ادب سے عرض کئے یا سیدی بعد مردن انسان کو کیسے اور کیونکر مرید کر سکتے ہیں مقام حیرت ہے آپ نے ان کو جواب دیا کہ بابا روح کو مرید کرنا اور اسکو فائدہ پہونچانا۔ مردوں کو اپنی بیعت سے سرفراز کرنا بطور نعمت خاص مجھ فقیر ہاشم کو حاصل ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ بمصداق

آں کہ از حق یابد وحی و جواب — ہر چہ فرماید بود عین صواب
نہ نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب — وحی حق واللہ اعلم بالصواب

چوروں اور ٹھگوں کا آپکے نام نامی و اسم گرامی کی بدولت شغل سے نجات پانا اور تائب ہونا

منقول ہے کہ حضرت قطب دکن رح کے زمانۂ باسعادت میں دو مشہور و معروف چور تھے جن کی جوانمردی بیدردی و بے رحمی کے چرچے نزدیک و دور تھے روزانہ شہر کے کسی نہ کسی مقام پر نقب لگاتے۔ ڈاکے ڈالتے۔ قتل و غارت گیری کیا کرتے تھے۔ دن کے وقت شریف و نجیب حضرات کے لباس میں آکر بھولے بھالے

وسادہ لوح لوگوں کو دھوکا دیا کرتے تھے۔ غرض وہ قزاق بے رحم ڈکیتی قاتل یگانہ ہاں اپنے فن میں لاثانی تھے۔ شہر میں منجانب حکومت منادی کر دی گئی تھی جوان فاسق و فجار لیٹروں چوروں کو گرفتار کرے اُس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ مگر وہ لیٹرے ہاتھ نہ آتے ان کو زعم تھا کہ ہم چُست و چالاک ہیں۔ دور اندیش و فہیم و فریس ہیں۔ اہل کمال صاحب مال و منال ہیں۔ ہم میں قوت ہے۔ شجاعت ہے پھر کیا مجال کہ ہم کو کوئی گرفتار کر سکے آخر کار وہ شہزور چور اتفاق سے چند کمزور پولیس جوانوں کے ہاتھ گرفتار ہو گئے۔ جب ان کو دربار شاہی میں حاضر کیا گیا۔ تو سلطان محمد عادل شاہ نے بنظر تحیر دیکھا اور کہا کہ اے شریر لوگو! تم کو شرم نہیں آتی۔ کہ تم نے صدہا خلق خدا کا ناحق خون کیا اور سینکڑوں بندگانِ خدا کو تم نے اپنی بے رحمی سے بے خانماں کر دیا۔ ہزارہا بندگان خدا کا خون تمہاری گردن پر ہے۔ خون کا بدلہ خون ہے۔ آج میں تم کو تختۂ دار پر چڑھا کر موت کا ذائقہ چکھاؤنگا۔ اس کا تم کچھ جواب رکھتے ہو؟ یہ سن کر چوروں نے دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ کا ارشاد نہایت ہی درست ہے مگر جہاں پناہ باوجود ارتکاب گناہ کے بھی ہم اپنے کو بیگناہ اور معذور بے قصور تصور کرتے ہیں بادشاہ نے پوچھا وہ کیسے؟ نہایت ادب سے عرض کئے کہ جہاں پناہ حضرت پیر و مرشد قطب دکن ہاشم پیر دستگیر نے

ہمیں حکم دیا تھا کہ تم ارتکاب جرائم قتل و خون ریزی و قزاقی و نقب زنی وغیرہ سے اپنا پیٹ بھر لیا کرو۔ ان ہی چیزوں کو ہم نے تمہارے لئے وجہ معاش قرار دیا ہے۔ پس حسب الحکم پیر و مرشد ہم یہ کام کیا کرتے تھے۔ بمصداق

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔ اگر اس پر بھی ہم کو قصوروار گناہگار تصور فرماتے ہیں تو مجبوری ہے بادشاہ یہ سن کر ششدر ہو گیا تھوڑی سی دیر بعد کہنے لگا۔ اے نالائقو کیا تم حضرت پیر و مرشد ہاشم پیر دستگیر کا نام مبارک لیکر بچنا چاہتے ہو انھوں نے سر جھکا کر کہا۔ جہاں پناہ آپ اس بارے میں حضور والا سے استفسار فرمائیے تاکہ جھوٹ سچ معلوم ہو جائے۔

یہ سن کر بادشاہ نے اپنے خادم کو حضرت ہاشم پیر دستگیر کی خدمت میں استفسار حال کے لئے روانہ کیا کہ گرفتار شدہ چور حضور کا نام مبارک لیکر کہتے ہیں کہ آپ نے انھیں ان کاموں کے کرنے کے لئے فرمایا تھا حضرت نے یہ سن کر فرمایا کہ ان کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ اگر اس مقدمہ میں کوئی سزا تجویز ہو تو مجھ کو دی جائے چونکہ بانی ارتکاب جرم یہ فقیر ہے بادشاہ خادم سے یہ جواب سن کر انگشت بدنداں و کف بر دہاں ہوا تھوڑی دیر تامل کر کے خادم

کہاکہ اچھا حضرت کی خدمت میں مکرر حاضر ہوکر عرض کرنا کہ اُن چوروں کا حلیہ کیسا ہے؟ جب خادم حاضر ہوکر حضور سے استفسار کیا تو آپ مراقب ہوئے اور اس کے بعد فرمائے ان کا رنگ و روپ و قد و قامت صورت و جسامت یہ ہے۔ بادشاہ سے کہنا کہ فوری انھیں رہا کردیا جائے۔ بادشاہ یہ سُن کر متحیر ہوا اور کہا ؎

اولیا را اطفال حق اند اے پسر — حاضری و غائبی پس باخبر
آنکہ واقف گشت از اسرار ہو — سرّ مخلوقات چہ بودش از او

بادشاہ نے چوروں سے کہاکہ جب خود حضرت پیر و مرشد قطب دکن تمہاری تائید میں ہیں تو میری کیا مجال کہ میں تمکو تختۂ دار پر چڑھاؤں۔ باوصف اعترافِ گناہ تمکو بیگناہ قرار دیکر چھوڑنے جب ہاشم پیر دستگیر کا حکم ہوا ہے تو اس میں کیا راز ہے اُنکو ہی بہتر جانتے ہیں۔ ؎

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پُرس
کیں حال نیست صاحبِ عالی مقام را

یہ کہہ کر بادشاہ نے ان چوروں کو چھوڑ دیا۔ بعد رہائی وہ خوشی خوشی حاجت روائے عالم نبیرۂ رسول اکرم غمخوار خلق اللہ دور کن مصیبت عیال اللہ حضرت پیر و مرشد ہاشم دستگیر کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر بصد نیاز و آداب یوں عرض کئے۔ ؎

ذات والا کے وسیلہ سے ہوئے ہم آزاد — ورنہ امروز ہم سولی پہ لٹک جاتے تھے

نام میں تیرے عجب اثر ہے اللہ ہاشم — بالیقین آج کے دن ہم جان سے چلے جاتے تھے

قبلۂ عالم ہماری کشتی عمر جب گرداب بلا میں پھنس گئی۔ رسن دار یا جلاد کی شمشیر آبدار ہمارے حلقوم کا بوسہ لینے کو تھی تو حضور والا کے نام نامی و اسم گرامی سے جملہ بلیات دور ہوگئے۔ اب ہمارا ارادہ ہے کہ اپنی عمر کا باقی ماندہ حصہ آستانہ ہاشمی پر گذار دیں لہذا ہم اپنے گناہوں سے تائب ہوکر آپ کے مرید ہونا چاہتے ہیں ہمکو اپنی غلامی میں لے لیجئے ہاں دو چیزیں ایسی ہیں کہ چھوٹ نہیں سکتیں۔ رفیقِ جان ہیں جو جان کے ساتھ جائینگی ایک زنا دوسرے شراب کا پینا ان دونوں کی اجازت دیکر ہمکو خدارا اپنا مرید بنائیے اور ہمارے دامن مراد کو گوہائے مقصود سے بھر دیجئے۔

یہ سُن کر حضرت نے فرمایا الحمد للہ آج تمہاری جان بچ گئی۔ و الّا دار رسن تمہارے گلوگیر ہوتی تم مجھ فقیر سے اپنی خواہش کا اظہار کرکے زنا اور شراب نوشی کی اجازت طلب کر رہے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ۔ ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہہ — مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

حضور انور کا یہ جواب سن کر انھوں نے عرض کیا پیر و مرشد سب کچھ سہی مگر ذات مرشدان تمام ہستیوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ بمصداق

چوں تو کردی ذات مرشد را قبول — ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

قبلۂ عالم نے ان کی گفتگو و دلی تمنا کو جب دیکھا اور سنا تو فرمایا۔ بابا مجھے یہ قبول ہے تمہارے حسب مرضی عمل کیا جائیگا اور تم کو شراب نوشی اور زناکاری کی اجازت دیجائیگی۔ مگر شرط یہ ہے کہ میرے روبرو تم یہ فعل مت کرو۔ چونکہ ادب بالغ ہے سرمایۂ سعادت و پیرایۂ کرامت ادب ہے کسی کا جامۂ کمال بغیر سوزن ادب کے سیا نہیں جاتا۔ کسی کا چراغ اقبال بجز روغن ادب کے روشن نہیں ہوتا اگر کوئی پڑھا لکھا ہے صاحب کمال و اہل ہنر ہے مگر اس میں ادب نہ ہو تو وہ حیوان ہے۔ بمصداق

نہ ہو جسمیں ادب او رہو کتابوں سے لدا پھرتا ظفر اس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کمثل الحمار یحمل اسفارۃ وہ لوگ مانند گدھوں کے ہیں جو بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں یہ سن کر وہ لوگ عرض کئے قبلۂ عالم یہ افعال آپ کے روبرو کیسے سرزد ہو سکتے ہیں۔ ہم آپ سے حتمی وعدہ کرتے ہیں کہ زناکاری و شراب خواری کا عمل آپکے روبرو ہرگز ہرگز نہیں کرینگے۔ حضرت پیر و مرشد ان لوگوں کے عہد و پیمان قول و قرار کو سن کر ان کو مشرف بہ بیعت فرمایا تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ آپ سے اجازت لیکر بازار میں چلا گئے۔ ادھر ادھر تھوڑی دیر گھوم گھما کر شراب خانہ گئے وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ شراب فروش کے بازو حضرت پیر و مرشد ہاشم پیر دستگیر بیٹھے ہیں وہاں سے اپنا منہ چھپا کر دوسرے

مئے خانہ کو گئے وہاں بھی حضرت قبلہ موجود ہیں پھر تیسرے شراب خانہ کو گئے وہاں بھی روئے مرشد موجود ہے تنگ آ کر رنڈی کے مکان کو گئے کیا دیکھتے ہیں کہ حضور والا رنڈی کے بازو تشریف فرما ہیں۔ وہاں سے محجوب و منفعل ہو کر دوسری رنڈی کے مکان کو پہونچے تو وہاں بھی جمال مرشد موجود ہے۔ ہر جا کہ روم روئے ترا می بینم کا مضمون ہے۔ بمصداق۔

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

کا نظارہ کار فرما ہے چار پانچ روز تک یہی کیفیت رہی اور یہی کرشمہ جلوہ گر رہا۔ آخر الامر وہ لوگ تھک گئے۔ خود بخود وہ لوگ افعال شنیعہ اور اعمال قبیحہ سے دور و عادت بد سے نفور اور متقی و پرہیز گار ہو گئے۔ پھر اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی سرگزشت بیان کئے تو آپ نے فرمایا کہ بابا اسی لئے میں نے تمہیں اجازت دی تھی۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو تزکیۂ نفس و تصفیۂ قلب کی تعلیم دی۔ اوراد و اذکار کی تلقین سے سرفراز فرمایا۔ وہی لوگ بفضلہ تعالیٰ بہ عنایت پیر دستگیر قبلہؒ یگانہ روزگار و مقرب بارگاہ پروردگار ہوئے۔

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّ یَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا ۔

زاہد بچہ کار آید گر راندۂ درگاہی
کافر چہ زیاں دارد گر نیک سرانجامی

آپ کا عالم بیداری میں سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین سے مشرف بہ زیارت ہونا

حضرت پیر و مرشد ہاشم پیر دستگیر قبلہؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ میں عالم بیداری میں ہوں اور میرا مشاہدہ ہے کہ میں زہرہ پور کی جامع مسجد میں گیا۔ ابھی صحن مسجد میں ہی ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد میں ممبر پر سلطان الاولیاء سردار الاصفیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ قیام فرما ہیں۔ پند و موعظت کے دُرِ صدف دہنِ احمد مختار دو جہاں کے سردار سے ہویدا ہو رہے ہیں۔ میرے کان میں جب اس ذکر جمیل کی آواز آئی تو میں بہ سرعت تمام داخل مجلس ہوا۔ مجھ کو دیکھ کر ایک صحابیٔ رسول نے آقائے کائنات سید موجودات سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سید ہاشم حسینی آئے ہیں رسولِ پاک نے اپنے صحابی کے زبانی جب یہ سُنا تو اپنا روئے مبارک مجھ فقیر ہاشم کیجانب کیا تو یہ فقیر فوراً اُٹھ کر مشرف آداب و قدمبوسی ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو گلے سے لگا کر اپنا دست مبارک میرے سر پر رکھا اور دعا دی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تیرے لئے سامان فرحت و انبساط پیدا کرے اور تیرا نام دارین و کونین میں روشن ہو جائے۔

آج سے ہم تم کو یہ لقب سرفراز کئے ہیں۔ اقبال الشریف ہاشمی ہاشمنا علی ولیٔ تعالیٰ۔

اپنے مریدین کے حق میں مصائب و نوائب سے محفوظ و مامون رہنے ابواب رزق میں ترقی کی دعائیں

منقول ہے کہ وہ فیض بخش و فیض رساں حاجت روائے مستمندان سیدنا مرشدنا مولانا حضرت ہاشم حسینی قبلہؒ ایک روز اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ مجھ فقیر کے فیض ولایت سے پانچ سو (میرے مرید) ترقی باطنی پاکر خدا تک پہونچے میں اللہ عزوجل سے دعا کیا ہوں کہ خداوندا میرے مریدوں اور چاہنے والوں کو دین و دنیا کی سیر و طیر میں مشکل نہ رہے ہر آفت و بلا سے وہ محفوظ و مامون رہیں۔ اسی طرح میری اولاد و اخفاد دارین و کونین میں مصائب و نوائب سے حفظ و امن میں رہیں۔ اشرار و فجار و حاسدین و معاندین کی شر انگیزیوں اور ان کی عیادیوں سے مصئون رہیں۔ اہل دنیا کے وہ شرمندۂ احسان نہ رہیں بلکہ درِ ہاشم سے ہزارہا کی حاجت روائی ہوتی رہے اور میری اولاد و اخفاد اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سرخرو و باعزت و آبرو رہے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کی یہ دعا جنابِ باری میں شرفِ قبولیت حاصل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ؎

اثر کو ساتھ لئے کامیاب ہو کے پھری
فلک سے مری دُعا مستجاب ہو کے پھری

سبحان اللہ اولیاء کاملین و صاحب حق الیقین منظورِ نظرولا

مقبول بارگاہ اللہ کی دعاؤں میں جو اثر ہوتا ہے وہ بزرگوں کے زبانی سُنے اور دیکھے جارہے ہیں کہ حضرت ہاشم پیر کے جہاں کہیں مرید اور آپ کے خاندان عالیہ کے دامنگیر ہیں وہ بحمدللہ و بدعائے پیرو مرشد دنیا کے مصائب و نوائب سے محفوظ ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ابواب رزق ان کے لئے کھول رکھا ہے۔ جام طہور مرشد نوش کر کے مست و مگن رہتے ہیں۔

آپ کی اولاد بفضلہ تعالیٰ از عہد جناب ہاشمی تا این زمان اپنے بزرگوں کے طور و طریق پر قائم ہے۔ دریا شم سے چشمۂ فیض جاری ہے ہزار ہا تشنہ کام دریائے رحمت سے سیراب و بہرور ہوا کرتے ہیں۔ خاندانِ ہاشمی کا بچہ بچہ صاحب جود و سخا اہل بذل و عطا حامل اخلاق بزرگانہ واوصاف کریمانہ و رحیمانہ نظر آتا ہے۔ انکی سادگی و مستغنی المزاجی، لاپرواہی مرفع الحالی فارغ البالی عزت و عظمت توقیر و حشمت دادِ الٰہی ہے۔ ان کا دنیا میں سرخروی سے زندگی بسر کرنا ان کا رباط (بھنڈار خانہ) سے بھوکوں اور مسافروں کو ہمیشہ دال روٹی کا دیا جانا جو خود کھاتے ہیں وہ غیروں کو کھلانا نہایت اطمینان سے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرنا۔ یہ سب ان کے دادا حضرت ہاشم پیر دستگیر کی دعا کا اثر ہے بمصداق

ہزار بار بھی مانگا کریں تو کیا حاصل
دعا وہی ہے جو ہاشم کے مُنہ سے نکلی ہے

بادشاہ وقت کو اپنی دس سال عمر عطا فرما کر خود پردہ فرمانا

ہے صفحہ تاریخ پر روشن تیری بذل و عطا
شاہ کو دس سال اپنی عمر دی پردہ کیا

ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت قطب دکن شہنشاہِ زمین و زمن سید ہاشم حسینی العلوی قبلہ شہر بیجاپور محلہ بادشاہ پور کی جامع مسجد میں رونق افروز تھے ایک خادم منجانب سلطان محمد عادل شاہ حاضر ہوکر بادشاہ کی علالت۔ اور علاج میں ناکامی کے تفصیلات سُناکر طالبِ دعا ہوا۔ حضرت نے ایک رومال پہ دعا پڑھ کر دم کیئے اور فرمائے کہ جہاں درد ہو اُس مقام پہ باندھ دو۔ حسبہٖ عمل کیا گیا۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ اس کے بعد بادشاہ بذاتِ خود حاضرِ خدمت گرامی ہوا۔ اس وقت آپ روبقبلہ ہوکر اوراد وظائف میں مشغول تھے۔ جب آپ اپنے وظائف و اوراد سے فارغ ہوکر پیچھے رخ کیئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بادشاہ بحالت مضطر دست بستہ سر نگوں کھڑا ہے۔ بمصداق

اگرچہ شاہ را روئے زمین زیر نگیں باشد
بدرگاہِ فقیراں بہر استمداد می آید

حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ نے بادشاہ کی طرف بہ نظر الطاف و اشفاق دیکھ کر فرمایا۔ بابا کیوں آئے ہو اور کیا چاہتے ہو۔ اُس نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم میرے باپ دادا دنیا میں آنے کے بعد ہزار ہا نمایاں کام کیئے اور اپنی اپنی یادگاریں دنیا میں چھوڑ کر چلا گئے۔ جن کی

عدیم النظیر عمارات و لا ثانی محلات اپنی زبان حال سے اپنے بانی
کی شان و عظمت کی شہادت دے رہے ہیں۔ بس میرے بھی دل
میں خیال آیا کہ میں بھی ایک ایسی عمارت بناؤں کہ وہ اپنی نظیر آپ ہو
اور دیدۂ فلک نے آج تک ایسی عمارت کبھی نہ دیکھا ہو۔ میرا یہ خیال
دن بدن قوی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ آخر میں میں نے ایک گنبد کی
تعمیر شروع کیا جس کا نصف حصہ پورا ہو چکا ہے اور ہنوز نصف باقی
رہ گیا ہے۔ میرے آقا مجھے ایک مہلک مرض گھیر لیا ہے۔ مقامی
حکماء و اطباء کا علاج کرایا گیا۔ اطراف و جوانب کے نامی گرامی
نباض و وید مجھ کو بغور دیکھے اور اپنے مجربات دیئے۔ بڑے
بڑے رمال و ماہرین نجوم نے میرے نام کا زائچہ کھینچ کر دیکھا تو
معلوم ہوا کہ ستارہ گردش میں ہے۔ یہاں کے مشاہیر اصفیاء
و اتقیاء زہاد و عباد تسبیح شماراں و چلہ نشینیاں عارف باللہ واصل
الی اللہ کی خدمت فیض درجات میں حاضر ہو کر اپنی داستان پریشان
بیان کیا مگر کسی مقام سے بھی دارو ئے شفا نہیں پایا۔ مصیبت کی
کالی کالی گھٹائیں کسی ولی کی ولایت کی ضیاباری سے دور نہیں ہوئیں
آخر کار بحال زار آستانۂ عالیہ پر حاضر ہوا ہوں۔ قبلہ من
آپ میرے پیر و مرشد ہو ذات گرامی سے مجھ کو شرف بیعت حاصل ہے
میں آپ کا خادم ہوں آپ ہی بتلائیے کہ در مخدوم باب الفیض چھوڑ
کر کہاں جاؤں۔ میرے مولا یہ اعتقاد ہے کہ کنج ہاشم دار الشفا ہے

سنگ در تسکین دل ہے جمال پیر نور خدا ذات مرشد ساماں نجات ہے
یا سیدی یا مرشدی میں تو اس وقت بہت بیمار ہوں اگر میرے مرض
کا ازالہ نہ ہوا اور آتی ہوئی بلا ٹل نہ جائے تو گنبد کی تعمیر ادھوری رہیگی
اور دلی آرزو دل ہی دل میں رہ جائیگی اور مجھ کو ضرور اً دلی تمنا کو اپنے
ساتھ قبر میں لیجانا پڑے گا۔ ؎

اے پیر میرے ہاشم بیڑا ہو پار میرا بارِ عمر کی کشتی اب ڈگمگا رہی ہے

سلطان محمد عادل شاہ کی درد بھری کہانی اسی کی زبانی جب
آپ نے سنا تو فرمایا۔ بابا تیرا باپ ابراہیم عادل شاہ میرے مریدوں
کے حال پر کرم بخشی کی ہے۔ اس احسان کا بدلہ ضروری ہے۔
ھل جزاء الاحسان الا الاحسان فرمان الٰہی ہے
یہ تیرا مرض مرض الموت ہے جام حیات لبریز ہو چکا ہے صرف تین
دن کی حیات باقی ہے۔ اب بجز جاں بخشی کے اور کچھ نہیں
ہو سکتا۔ تجھے ابھی دنیا میں دس سال رہنا ہے۔ میں اپنی باقی
ماندہ عمر دس سال تجھے بخش دیا اور تیری بیماری اور سہ روزہ
حیات میں بخوشی لے لیا۔ آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ
نکلنا ہی تھا کہ بادشاہ اچھا ہو گیا اور آپ اسی وقت بیمار ہو گئے
شدت مرض سے آپ کے چہرۂ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا۔
آنکھیں سرخ لب ہائے مبارک کہود ہو گئے۔ آپ کی اس تغیر
مزاجی کو دیکھ کر بادشاہ گھبرایا۔ حکیموں کا علاج کروانا چاہا۔

مگر آپ نے فرمایا دیوانے جس نے اپنی خوشی سے اپنی تندرستی دس سالہ حیات تجھ کو دیکر تیری بیماری اور تیری موت کو قبول کرلیا ہے ۔ اس کے لیئے دوا کیا کام دیگی۔ موت تیرے نزدیک اندرائن سے زیادہ کڑوی ہے مگر میرے نزدیک شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

موت پل ہے جو پہونچاتی ہے دوست کو دوست کے طرف

اِنَّ اَوْلیاءِ اللّٰہ لایموتون فانّما ینقلبون من الدار الی الدار اللہ کے دوست مرتے نہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ اِنَّ الموت راحۃ للمومنین ۔ موت مومنین کے لئے راحت ہے ۔ بمصداق

موت ہر یک اے پسر ہم رنگ اوست ۔ پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

موت کا بھی عجیب حال ہے جو لوگ اس سے جس طرح پیش آتے ہیں وہ بھی اُن کے ساتھ اُسی طرح سلوک کرتی ہے دشمن کے ساتھ سختی کرتی ہے دوست (دوستان خدا) کے ساتھ نرمی سے پیش آتی ہے ۔ ان کے نزدیک وہ حلاوت میں شہد سے بڑھ کر ہے۔ المختصر حضور فیض گنجور اس مرض میں مبتلا رہ کر تیسرے روز جمعۃ المبارک رمضان شریف کی ساتویں تاریخ ۱۰۵۶ھ کو واصل الی اللہ ہوئے ۔ یعنی آپ کا طائر روح

اس قفس عنصری سے پرواز کر کے بعالم قدس پرواز کر گیا ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ کے وصال کی خبر جب شہر بیجاپور کے کوچہ و بازار میں پہونچی تو در و دیوار سے گریہ و بکا آہ و فریاد کی صدائیں بلند ہوئیں مریدین اور عقیدتمندوں کا یہ عالم تھا کہ افتاں و خیزاں با دل سوزاں و چشم گریاں آستانہ ہاشمی کی طرف آرہے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ زمین ان کے پیروں کے نیچے سے نکل رہی ہے ۔ بیجاپور اور اُس کے اطراف و جوانب کے ہندو مسلمان چھوٹے بڑے امیر و فقیر ذکور و اناث آپ کے دائمی مفارقت کا ذکر سنکر ماتم کناں تھے جب تابوت انور اٹھایا گیا تو ایسا معلوم ہونے لگا۔ فرشتے آسمان سے تابوت اٹھانے آئے ہیں جنازہ ہوا میں معلق جاتے لگا ۔ اس وقت جہاں آپ کا مرقد انور گنبد اطہر ہے تابوت مبارک خود بخود نیچے اتر گیا ۔ اس کے بعد آپ کی تدفین عمل میں آئی اور مادر لحد کے آغوش میں آپ نے آرام فرمایا ۔

بادشاہ اہل بہشت ہیں آپکی سنہ رحلت نکلتی ہے ۱۰۵۶ھ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بعد وصال جسد مثالی سے تشریف لاکر اپنے مریدین کو تعلیم و تلقین فرمانا

منقول ہے کہ حضرت قطب الاقطاب سید ہاشم حسینی العلوی قدس سرہ کے ایک مرید مسمی محمد صدیقی صاحب آپکے خلیفہ سید شاہ نعیم اللہ حسینی رہ

کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے پیر طریقت مرشد حقیقت پیر روشن ضمیر ہاشم پیر قبلہ کی ایک کرامت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں جس وقت بیعت کر کے شرف غلامی سے مشرف ہوا۔ اس وقت حضرت قبلہ نے مجھ سے اقرار فرمایا کہ میں تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے لئے تم کو اوراد و ظائف اذکار و اشغال کی تعلیم دوں گا میں نے فرمان والاشان کو بسر و چشم قبول کر لیا۔ اس کے بعد سالہا سال گذر گئے مگر قبلہ نے مجھ ناچیز کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمایا۔ اور نہ میں بہ پاس ادب پیر و مرشد کچھ عرض کر سکا۔ بمصداق

حافظ علم و ادب ورز کہ در مجلس شاہ
ہر کرا نیست ادب لائق صحبت نبود

چند سال یونہی گذر رہے جب حضرت پیر و مرشد کا وصال ہو گیا تو میں حیران و پریشان ہو گیا کہ ایسا کیوں ہوا۔ حضرت اپنا وعدہ ایفا کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے میری حسرت و تمنا دل کی دل ہی میں رہ گئی۔ کاش حضرت قبلہ حسب وعدہ ذکر و اذکار کی تعلیم دیئے ہوتے تاکہ میرا زنگ آلود قلب متجلی ہو جاتا۔ اسی خیال میں مستغرق تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت پیر و مرشد مخزن اسرار نبوی و معدن انوار مصطفوی حضرت ہاشم پیر دستگیر قبلہ میرے روبرو تشریف لائے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ بابا متفکر و پریشان مت ہو۔ اس میں شک نہیں کہ یہ فقیر تم کو مرید کرنے کے بعد تم سے وعدہ تلقین ذکر کیا تھا مگر پیک اجل کے آنے سے مجبوراً دنیا سے جانا پڑا۔

مجھے معلوم ہے کہ قول مرداں جان دارد۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین آمنو اوفو بالعہود۔ یعنی اے مومنو تم اپنے قول و قرار کو پورا کرو لہذا مجھ کو آج کے روز اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے تمہارے پاس آنا پڑا ہے۔ اب تم وضو کر کے میرے روبرو مودب بیٹھ جاؤ اور گوش ہوش سے میری تلقین سن لو۔ پس میں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور میرے مرشد نے مجھ کو اذکار و اشغال کی تعلیم سے سرفراز فرمایا۔ اور اسی وقت مجھ کو بحمد اللہ و بعنایت حضرت پیر و مرشد اطمینان قلب نصیب ہوا۔ واللہ۔ باللہ۔ تاللہ یہ واقعہ عالم خواب کا نہیں۔ عالم بیداری کا ہے۔ سچ ہے اللہ پاک نے جن کو حیات جاوید عنایت کی ہے۔ بل احیاء ولکن لا تشعرون فرمایا ہے۔ ان سے اس کرامت کا ظہور دور نہیں۔ بمصداق

خدا کی شان نبی اور نبی کی شان ولی
جو شان حق کا مشاہد نہیں نجیب نہیں
جنہیں نظر نہیں کیا شان اولیاء دیکھے
وہ بدنصیب ہے جسکو نظر نصیب نہیں

بعد وصال مزار مبارک کا وجد میں آنا

نقل ہے کہ وصال شریف کے تیسرے روز مزار مقدس پر بہت سارے سادات و مشائخین مریدین معتقدین و خلفاء و زوار و امرار حاضر ہوئے قوال جمع ہونے حضرت کی خاص نظم کی ہوئی "جکڑ مال" جو حضرت اپنی وصال سے تین روز پہلے

یاد کرنے حکم فرمائے تھے گانے لگے دفعتاً مزار مبارک جنبش و حرکت میں آئی اور مرقد شریف کے پھول ان لوگوں کے دامن میں جا پڑے جو مرقد شریف سے دور بیٹھے تھے اور طرۂ مبارک اس قوال کی گود میں پڑا جو حضرت سے نہایت درجہ رسوخ و اعتقاد رکھتا تھا۔ اس پر حضرت کی بھی کامل توجہ تھی۔ لوگ ان پھولوں کو تبرک کر کے کھائے اور مرقد مبارک وجد کی حالت میں آنے سے متحیر و متعجب ہوئے۔

استاد البلد مولوی عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ کا بدوران زیارت مشاہدہ

نقل ہے کہ ایک روز استاد البلد مولانا عبدالرحیم صاحب قدس سرہٗ آستانہ ہاشمی کی زیارت کے لئے آئے۔ اور بعد ادائی فاتحہ و لوازم زیارت آستانہ بوسی کے دل میں خیال کئے کہ حضرت سید ہاشم حسینی قدس سرہٗ کس مرتبہ اور مقام پہ ہوں گے۔ حضرت مولانا کی عادت تھی اپنے وظیفہ کی کتاب ہمراہ رکھتے تھے۔ بغل سے دلائل الخیرات نکالکر کھولتے ہی۔ یہ نکلا

هٰذه صفة روضة النبيُ دفن فيها رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت مولانا موصوف تعجب سے مبہوت ہو گئے اور اپنے آنکھوں میں پانی لا کر کہے کہ کہاں کھڑا ہوں۔ کیا نیت کیا اور کیا نکلا۔ آپ کے مقام کی عظمت معلوم ہونے سے رونے لگے اور توبہ توبہ کہتے ہوئے

اپنے گالوں پر مارے اور کہے ہیں نے ایسے بڑے مقدمہ میں جرأت کی اُس وقت حضرت سید شاہ وجیہہ الدین حسینی ثانی قدس سرہٗ سجادہ نشین تھے۔ اس جگہ جاکر ان سے خطاب کر کے مولانا نے کہا کہ دیکھئے کہ کیا نیت کیا اور کیا نکلا کہ یہ روضۂ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہے۔

آپ کے پند و نصائح

آپ نے فرمایا صفائی قلب وحصول مدارج عالیہ کے لیئے ذکر اللہ کی ضرورت ہے۔ اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ ہے اس کی مداومت سے تم کو دولت صدق وصفا حاصل ہوگی اور ایمان کامل ہوگا۔ اس کا پہلا حرف جو (لا) ہے وہ مقراض (قینچی) کی شکل میں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم اس سے ماسوا اللہ کی محبت قطع کر دو۔ ؎

تیغ لا در قتل غیر حق براند — در نگر زاں پس کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

یاد الٰہی کی ہدایت

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہر شئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہے۔ قولہٗ تعالیٰ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ

یعنی خالق کائنات کی ہر چیز تسبیح کرتی ہے۔ مگر تم اس کی تسبیح کو نہیں سمجھتے۔ بمصداق

ہر گیاہے کہ از زمین روید　　وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

بندہ کو بھی اللہ کے ذکر میں مشغول ہونا چاہیئے بندہ کا دل بغیر یادِ مولا و ذکرِ خدا کے منور و متجلی نہیں ہوتا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مقام پہ ذکرِ خدا ہوتا ہے وہاں فرشتے نازل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے ذاکرین کا ذکر اپنے مقرب فرشتوں سے کرتا ہے۔ **فاذکرونی اذکرکم۔** پس یاد کرو تم مجھکو تاکہ یاد کروں میں تمکو۔ ارشاد باری ہے **فاذکر اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکر** تم اپنے ماں باپ کو جس طرح یاد کرتے ہو اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ اللہ کو یاد کرو۔ عزیزو! خانۂ دل میں بجز مالکِ حقیقی ربِ تحقیق کے دوسرا کوئی بیٹھنے نہ پائے۔ ؎

زیادِ غیر می گردد دل یاد خدا کمتر　　چو پُر شد خانہ میباشد بصاحب خانہ کمتر

غرور و تکبر کی ممانعت

انسان کو اپنے مال و دولت عزۃ حکومت پر تکبر نہیں کرنا چاہیئے۔ تکبر انسان کے لیئے زیبا نہیں۔ انسان کی پیدائش نطفۂ ذلیل سے ہے وہ نطفۂ ذلیل مرد کی شرمگاہ سے عورت کے پیٹ میں پیشاب کے راستہ سے لویا گیا ہے۔ پھر خالق کائنات کی حکمت بالغہ و قدرت کاملہ سے

انسان انسانی صورت میں اپنا چھوٹا سا قد لیکر۔ ٹیاں ٹیاں روتا ہوا۔ پھر اسی راستہ سے عالم ظہور میں آیا ہے۔ بزرگوں نے سچ فرمایا ہے۔ تو منی تجھ کو منی لائق نہیں۔

اپنے بود و نابود کو سمجھنے کی ہدایت

انسان کو اپنے بود و نابود عدم و وجود کو جاننا چاہیئے۔ جب تک انسان اپنے آپ کو نہ سمجھے وہ خدا کو کیا خاک سمجھیگا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ فرمایا ہے۔ یعنی جس نے اپنے آپ کو پہچانا بالیقین وہ اپنے رب کو پہچانا۔

صاحبو! انسان کو ایک روز مرنا اور یہ ساز و سامان اسی جگہ چھوڑ جانا ہے۔ چند روزہ زندگی پر تکبر جائز نہیں۔ تکبر سزاوار قادر قدیر ہے۔ ؎

مر او را رسد کبریا و منی　　کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

موت اور شہر خموشاں سے عبرت

موت سے غافل و بے فکر مت رہو۔ چونکہ وہ ایک روز آنے والی ہے اور تم کو اپنا ذائقہ چکھا کر زن و فرزند عزیز و دلبند سے تمکو علیحدہ کردیگی۔ اکثر و بیشتر اوقات شہر خموشاں (قبرستان) جاکر عبرت حاصل کیا کرو۔ اور ان کی ارواح کو تحفۂ صلوٰۃ و سلام پیش کرو۔ تم جیسی بلکہ تم سے زیادہ اعلیٰ و ارفع ہستیاں بحالت

ہے کسی و بے بسی ایک تنگ و تار غار قبر میں چیونٹیوں کی غذا بنے ہوئے پڑے ہیں۔ بمصداق

لقمۂ مور شوی گرچہ سلیمان شدی   زال میگردی اگر رستم دوران شدی

صاحبان قبر کے خوبصورت و نازک جسم تہ خاک زیر مغاک گلے سڑے ہیں۔ ان کی قبروں پر جانور چلتے پھرتے بول و براز کرتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر لاچار و مجبور اہلِ قبور کو طاقتِ تکلم و قوت صوت النخری نہیں۔ بمصداق

آنکہ با از سرِ نخوت ننہادے بر خاک   عاقبت خاک شد و خلق بر و میگزرد

آج جس نظر سے ہم ان کو دیکھ رہے ہیں ان کی کسمپرسی و بیچارگی کا خیال کر کے افسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح کل کے روز ہمارے بعد ہماری اولاد ہم چل بسنے کے بعد ہماری بیچارگی کو دیکھ کر آٹھ آٹھ آنسو رد کر یوں کہیگی۔ ؎

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند   در خاطر ہمدیگر فراموش شدند
و آنانکہ بصد زبان سخن می گفتند   آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اے نظر رکھنے والو عبرت حاصل کرو

دنیائے فانی اور اسکی قلیل زندگانی

دنیائے فانی اور اس کی قلیل زندگانی ہے۔ دنیا کی دولت جمع کرنے کی دھن انسان کو اس کی حلت و حرمت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کا ضرور خیال رکھو۔ دنیا کی دولت دنیا میں ہی

رہ جائیگی اور انسان بجز کفن کے اور کچھ ساتھ نہ لے جائیگا۔ ؎

ای دل تو درین جہان بیخبری   روز و شب در طلب سیم و زری
آخیر در قسمت تو ایک کفن است   آن نیز گمان است بری یا نہ بری

انسان اپنے شبانہ روز کی سعی پیہم۔ جد و جہد سے جو مال جمع کرتا ہے وہ دوسروں کے حوالے ہوگا تو مالک مقسوم علیک الحساب وحلالہا حساب وحرامہا عذاب واللہ سریع الحساب۔

یعنی تیرے مرنے کے بعد تیرا مال تقسیم ہوگا۔ حلال و حرام کا خیال نہ کرتے ہوئے تو جو مال جمع کیا تھا۔ اس کے جائز و ناجائز کا تو ذمہ دار ہوگا۔ اللہ تعالی جلد حساب کرنے والا ہے۔

آغوش مادر و آغوش لحد

انسان دنیا میں آنے کے بعد عالم شیر خوارگی اپنی مادر مشفقہ کے گود میں پلتا ہے۔ اسی طرح اس کو مرنے کے بعد آغوش لحد تا قیامت نیند کرنا ہے۔ ؎

چند در خواب رود عمر تو اے بے پرواہ   این قدر خواب نگاہ دار کہ در گور کنی

یہ مت سمجھ کہ دنیا سے چل بسنے کے بعد قصہ ختم ہوگا۔ نہیں نہیں قیامت کے روز قبر سے اٹھنا ہے۔ ثُمَّ اِنَّکُم یَومَ القِیامۃِ تُبعَثُون اس کا شاہد قرآن ہے اس کے بعد انسان کو داور محشر کے رو برو کھڑے ہو کر بعد سوال و جواب اپنے نیک و بد کی جزا و سزا پانا ہے

ارحم یا ارحم الراحمین   بجاہ سید المرسلین۔

ایمان کی سلامتی خوف و رجا کے درمیان ہے

آپ نے فرمایا کہ ایمان کی سلامتی خوف و رجا امید و بیم کے درمیان ہے۔ امید اس بات کی اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے اور اس کا حبیب شفیع المذنبین کریم و رؤف الرحیم ہے۔ بمصداق

یارب تو کریمی و رسولِ تو کریم — صد شکر کہ ہستیم میانِ دو کریم
مارا چہ غم روز قیامت باشد — سلطان چو کریم آمد و دیوان چو کریم

خوف اس بات کا اللہ تعالیٰ جبار و قہار بھی ہے دیر گیر مگر سخت گیر بھی ہے اور ذرہ ذرہ کا حساب لینے والا ہے۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

کسبِ حلال کی ہدایت

کسب حلال کا لقمہ حاصل کیا کرو۔ لقمہ حرام و طعمہ مشتبہ سے اجتناب چاہیئے قوت حلال سے جو عبادت کی جاتی ہے وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہوتی ہے لقمہ حرام سے طاعت و عبادت مشقت و ریاضت ضائع ہو جاتی ہے حرام غذا سے اگر پیٹ بھر گے تو چالیس روز تک نظر رحمت پروردگار نہ ہوگی اور عبادت کا مزہ حاصل نہ ہوگا اور تمہاری دعائیں گنبدِ افلاک میں جا کر درجۂ قبولیت حاصل نہیں کرینگی۔ بمصداق

لیلے کے فدا کا نام چلاتے ہیں — پھر بھی اثر دعا نہیں پاتے ہیں

انسان کو چاہیئے کہ ہمیشہ اکل حلال کا خیال رکھے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فکلوا مما رزقکم اللہ حلالاً طیباً

واشکروا نعمت اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون۔ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جو تم کو روزی دیتا ہے اس سے کھاؤ حلال و پاکیزہ اور تم خدائی نعمتوں پر شکر کرو۔ اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو

مردان خدا کی تواضع اور مہمان نوازی کی تاکید

مردان خدا کو تم کھانا کھلایا کرو۔ اور ان کو تم اپنا مہمان بناؤ۔ اور انکی خاطر و تواضع کو سعادت سمجھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکرموا الضیف ولو کان کافرون۔ یعنی مہمان کی عزت کرو خواہ وہ کافر کیوں نہ ہو۔ مولانا فرید الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے برادر دار مہمان را عزیز — تا بیابی عزت از رحمٰن تو نیز

اگر تم رحمٰن کے پاس عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو مہمان کی عزت کرو یہ مت سمجھو کہ مہمان کے آنے سے کھانے میں کمی واقع ہوتی ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق میں برکت عطا فرماتا ہے اور تم کو اس کے ذریعہ سے اچھا کھانا میسر ہوتا ہے روزانہ تم اپنے مکان میں جو معمولی کھانا کھاتے ہو مہمان کے آنے سے اخلاقاً تم اس کو کھلانے کے لئے۔ اچھا کھانا کھلانا پڑتا ہے پس اس کے ساتھ بیٹھ کر تم بھی لقمہ چرب و شیریں اٹھاتے ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت تم اس کے مہمان ہو اور وہ تمہارا میزبان ہے۔ بمصداق

رزق ما آید بہ پائے مہماں از خانۂ غیب

بھوکوں پیاسوں کا خیال رکھو اور سائل کو مت جھڑکو ۔

بھوکوں پیاسوں مسکینوں محتاجوں کا ضرور خیال رکھو کسی بھوکے سائل کو اپنے در سے جھڑکی دیکر آزردہ و نامراد روانہ مت کرو۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۔ کا ضرور خیال رکھو۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ کا شکر کرو کہ تمکو اس نے دینے اور مدد کرنیکی طاقت عنایت کر کے پیدا کیا ہے اگر تم اپنی دولت و ثروت امارت و سطوت کی نشہ میں حاجتمندوں اور اللہ کے بندوں کو اگر بچشم حقارت دیکھو گے اور ان کو اپنے پائے استحقار سے ٹھوکر مارو گے اور انھیں اپنے در سے جھڑکیاں دیکر بھگاؤ گے تو یاد رکھو ایک دن ایسا آئیگا تم ذلیل و محتاج بنکر کاسۂ گدائی اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے اللہ کے نام پر کچھ دو بابا بولتے ہوئے ان لوگوں کے مکانوں پر جاؤ گے جن کو تم نے اپنی دولت کی مستی میں حقارت سے جھڑکیاں دیکر نفی میں جواب دیا تھا۔ وہ کل کے روز مقام اعلیٰ پر ہونگے اور تم اُنکے در پر ذلیل و خوار بنکر پہونچو گے۔

اجی صاحبو! دیر لگتی نہیں۔ زمانہ کو کروٹ بدلتے ہوئے

پیشہ قناعت اختیار کرو

آپ فرماتے ہیں کہ پیشہ قناعت اختیار کرو قناعت غیر فانی خزانہ ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے۔ فرحین بما اتاهم الله من فضله

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے نکوکار و قانع بندوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جو چیز ان کو عطا کیا ہے اس پر وہ شاد و خرم ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عَزَّ مَنْ قَنَعَ وَذَلَّ مَنْ طَمَعَ ۔ یعنی جو شخص قناعت کیا وہ عزت پایا جو طمع کیا ذلیل ہوا بمصداق طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی ۔ مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے

از قناعت ہیچ کس بیجاں نہ شد ۔ وز حریصی ہیچ کس سلطان نہ شد

کھانا کھانیکی ہدایت

کھانا کھانیکے پہلے اور بعد تھوڑا سا نمک کھایا کرو اسکے بیحد فوائد ہیں۔ بغیر کھل کے اشتہا ہونے کے کھانا مت کھاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اس سے ضرر پیدا ہو جائے ابھی بھوک رہنے تک ہاتھ کھانے سے کھینچ لو۔ اگر تم اس پر مداومت کرو گے تو امراض ظاہری و باطنی کی بیخ کنی ہوگی اور نور معرفت الٰہی سے تم سرفراز ہونگے۔ ؎

اندروں از طعام خالی دار ۔ تا دروں نور معرفت بینی

تم تنہا کھانا مت کھاؤ۔ اگر کھاؤ گے تو تمہارے ساتھ شیطان شریک ہوگا۔ کھانا گرم مت کھاؤ۔ سر انگشت سے شروع کرو۔ اس میں برکت ہے بزرگوں کے بچائے ہوئے کھانے کو تبرک سمجھ کر کھاؤ اگر تم کو کوئی محبت و عقیدت سے اپنے مکان دعوت دیکر لے جانا چاہے تو تم بخوشی اس کے مکان کو جاؤ اور کسی کے گھر ناخواندہ مہمان مت بنو۔ ع۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان ۔ بنو گے تو اس سے انسان

کے آبگینۂ وقار کو ٹھیس لگیگی۔ اگر آدمی میں اتنی بھی خود داری نہ ہو تو وہ انسان نہیں بلکہ حیوان ہے۔ اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

سچوں کے ساتھ ہو جاؤ جھوٹوں سے بچو

لوگو کب تک سوچ بچار کے ہیر پھیر میں رہوگے دل کا شکار کب تک تمہارے دام محبت سے دور رہیگا۔ تمھیں یہ دولت حاصل کرنا ہو تو آؤ مرشد صادق سے ملو جان و دل سے اُن کی خدمت کرو۔ کونو مع الصادقین سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ جھوٹوں سے بچو سچے مرشد کی وہ بو ہوتی ہے جو گرویدہ کر لیتی ہے۔

بشرطیکہ تمہاری نظر سلیم ہو اور عقل ٹھکانے ہو ورنہ تم صدیق و زندیق میں اسطرح تمیز نہیں کر سکو گے جیسے حلال و حرام میں نہیں کر سکتے یہ نظر ہی ہے کہ مشرک و موحد۔ مخلص و منافق۔ خدا پرست۔ وصنم پرست میں تفریق دیتی ہے تم عالم باعمل ہادیوں کی خدمت کرو تمھیں سب کچھ معلوم ہو جائیگا۔

غیر خدا پر اعتماد کرنے والا ہی مشرک ہوتا ہے اور مشرک رضائے الٰہی کے قابل نہیں اس لیئے پہلے اپنے نفس سے پھر مخلوق سے بلکہ ہر ماسوا سے دور رہنگی ضرورت ہے۔ جو لوگ اللہ و رسول پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے مقصد حیات کو سمجھ جاتے ہیں وہ نہ اپنی کسی چیز کے مالک ہیں اور نہ اپنی عقل و رائے اور مصلحت و خواہش کے مطابق کسی چیز میں تصرف کر سکتے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ

ہر چیز کا مالک خدا ہے اور وہ اس بات کے پابند ہیں کہ ہر چیز کا استعمال خدا کی مرضی اور پسند کے مطابق کریں اُس کی مرضی اور پسند کو نظر انداز کر کے کسی چیز میں تصرف کرنا۔ خدا کے ساتھ خیانت اور بدمعاملگی ہے اگر اپنے مولیٰ کے ساتھ خلوت چاہتے ہو تو پہلے اپنے آپ سے اپنے کو خالی کرو تمہاری ذاتی تدبیریں کیا ہیں۔ ایک جنون ہے اور عبادت خانہ میں بیٹھنا ایک حرص جبکہ تمہارا دل ماسوا اللہ سے خالی نہو۔ اپنے قول و فعل میں ہم آہنگی پیدا کرو۔ اور اپنی زبان کو دل کا رفیق بناؤ دل و زبان کی رفاقت ہی ولایت کا پہلا زینہ ہے۔

دنیا کی محبت سے تقویٰ کا نور سلب ہو جاتا ہے

جو شخص اپنے دل میں دنیا کی محبت غالب کر لیتا ہے تو تقویٰ کا نور وہاں سے رخصت ہو جاتا ہے ایسی صورت میں اُسے نہ حلال کی تمیز رہتی ہے نہ حرام کی نہ اسکو اس بات کا خیال آتا ہے کہ اسکا رب اسکے ہر کام کی نگرانی کرتا ہے غرض دنیا کی محبت سے تقویٰ کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں جلال کے دیدار سے خوف اور جمال کے نظارے سے رجا پیدا ہوتی ہے

جو پونجی تمہارے پاس ہے اُس میں کیا دھرا ہے سوائے ریا و نفاق و معاصی کے یہ وہ کھوٹا سکہ ہے جو آخرت کے بازار میں ٹھکرا دیا جائے گا اگر کھرا سکہ چاہتے ہو تو حق کے سچے فرمانبردار بنو پھر سب کچھ ہو سکتا ہے اپنا سب کچھ اللہ کے سپرد کر دو ہر چیز اسکے تفویض و اعتماد میں دیدو۔ دنیا کی جو قوت حاصل ہو اسے آخرت کے درست کرنے میں صرف کرو۔

ہر طاعت وعبادت کو بلا کسی معاوضہ کے خالصاً للہ انجام دو۔
جس عمل میں اخلاص نہ ہو وہ ایک ایسا چھلکا ہے جس میں مغز نہیں اور
ایک ایسا بدن ہے جس میں جان نہیں ہے۔ وہ موقعہ بڑا نازک ہوتا ہے
جب ایک طرف ایمان کے مطالبے ہوتے ہیں اور دوسری طرف خواہشات
رشتے اور تعلقات کے تقاضے جن کے دلوں میں ایمان پوری
طرح نقش ہو جاتا ہے وہ اس آزمائش میں پورے اُترتے ہیں
اور خدا اور رسول کی محبت پر ہر خواہش ہر رشتے اور تعلق کو قربان
کر دیتے ہیں۔ بمصداق

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا — نفس را قرباں کند پاکیزہ خو

تمت

مادۂ تاریخ

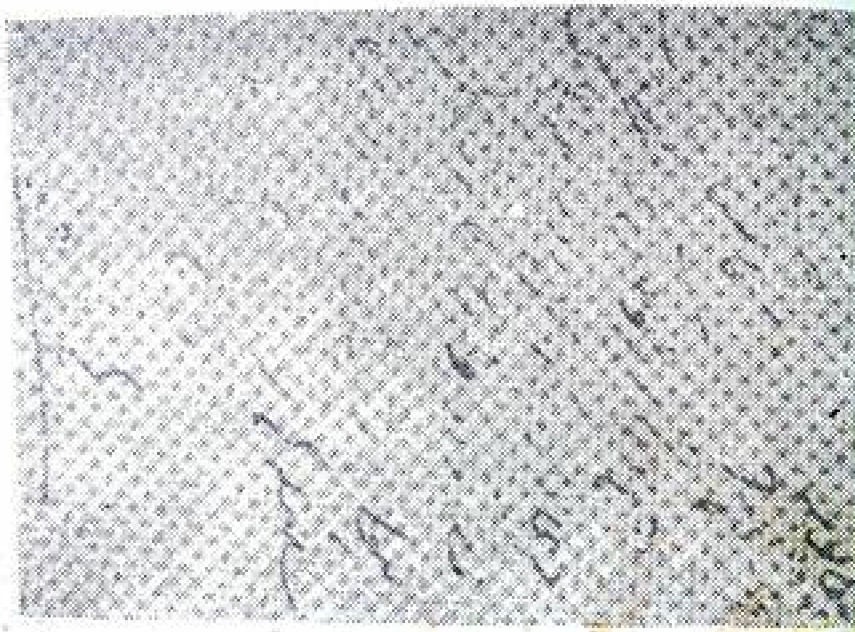
سیرت ہاشمیؒ دلکش

سنہ ۱۳۸۰ھ

تاریخ طباعت ۲۲ر رجب المرجب ۱۳۸۰ھ م ۱۰ر جنوری سنہ ۱۹۶۱ء

(مرتبہ)

خادم الفقراء
شاہ محمد حمید حسین کاظمی شطاری القادری خلیفہ و رکن کمیٹی
اوقاف ادارۂ خانقاہ ہاشمی اناساگر جوگی پیٹھ ضلع میدک





کارڈ جو بیجاپور سے ۷ مئی سنہ ۱۹۵۹ء کو نکلا اور اسی روز میدک پہنچا۔

نقل مکتوب کاظمی مرسلہ موسومہ حضرت سجادہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی بارگاہ حضرت قطب دکن رح

بیجاپور مورخہ ۹ ذالحجہ ۱۳۷۸ھ

حضرت قبلہ محترم مدظلہ العالی۔ روحی فداکم قلبی لدیکم۔ عید مبارک

السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یغفر اللہ لنا و لکم۔ بعد آستانہ بوسی بکمال ادب عرض ہے کہ سینکڑوں میل کی دوری کے باوجود عید سعید کی مبارک ساعت پر بزرگواران بارگاہ ہاشمی قلب سے قریب اور نگاہوں کے آگے ہیں۔ بارگاہ ہاشمی کی پرخلوص دعائیں وابستگان ہاشمی کے جس درجہ شامل حال ہیں۔ وہ چنداں محتاج وضاحت نہیں۔

قرب روحانیت و توجہات بارگاہ قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کا جو مشاہدہ بتاریخ ۷ مئی ۱۹۵۹ء بروز پنجشنبہ ہو چکا ہے۔ وہ اس حقیقت کا ایک واضح ثبوت ہے کہ حضرت سید شاہ مصطفٰے احسینی صاحب مدظلہ علوی ہاشمی پیرزادہ بارگاہ قطب دکن رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال پرملال کا اطلاعی کارڈ بتاریخ ۷ مئی ۱۹۵۹ء روز پنجشنبہ شہر بیجاپور سے نکل کر اسی روز یعنی ۷ مئی ۱۹۵۹ء پنجشنبہ کے دن میدک جیسے دور دراز مقام پر پہنچ جانا۔ یقیناً اولیاء کاملین و صاحبان فنا ذالبقا کے روحانی تصرفات ہیں۔ بمقام بیجاپور مرسلہ مکتوب پر ثبت تواریخ مہر مجمع عام میں ہر کس و ناکس بچشم خود دیکھ کر محو حیرت ہو چکا ہے یہ اطلاع ٹیلیگرام سے

بھی عجلت کے ساتھ بیدک جیسے دور دراز مقام پر پہونچائی گئی ہے
ف ۔ اس حقیقت سے دنیا انکار نہیں کر سکتی کہ معجزات انبیاء اور کرامات اولیاء برحق ہیں۔ معجزہ اس حیرت انگیز فعل کو کہتے ہیں جو کسی پیغمبر سے ظہور میں آئے۔ جس کو دیکھ کر انسان اپنے عجز کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو جائے غرض انسانی عقل و سمجھ سے بالاتر جو افعال و مظاہرے نبیوں سے ہوتے ہیں۔ ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ اگر یہی بعید از عقل کیفیات انکے متبعین اولیاء کرام سے ظہور میں آئیں تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ ہر ولی کی کرامت اسی نبی کے زیر اثر ہوتی ہے جس کا وہ تابع اور نام لیوا ہوتا ہے۔ یہ امر چنداں محتاج وضاحت نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار عالم نے بے انتہا معجزات عنایت فرمائے ہیں۔ آپکے تابعین یعنی اولیاء کرام نے وہ کرامتیں دکھلائی ہیں جس کے پڑھنے سے انسانی عقل حیران ہو جاتی ہے۔ مثلاً

(۱) حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرغ کی ہڈیاں جمع کرنے کے بعد جب حکم دیا کہ تم باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا تو فوراً مرغ زندہ ہو گیا اور بانگ دینے لگا۔

(۲) حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے شاہی اونٹوں کو زمین پر اس طرح جما دیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکے۔ اناساگر کا پانی ایک لوٹے میں بھر کر تالاب خشک کر دیا تھا آپ کے کھڑاویں آسمان پر پرواز کرکے جیپال جادوگر کو جو آسمان پر اڑ رہا تھا مار کر زمین پر لے آنا۔

(۳) حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے محض ایک تیر کی وجہ قباچہ حاکم ملتان کو دشمن کے عظیم الشان لشکر پر فتح حاصل ہونا۔

(۴) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملتان میں بیٹھے بیٹھے عدن کے قریب رہنے والے مرید کے ایک غرق ہونے والے جہاز کو سمندر سے نکال لیا تھا۔

(۵) حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ کی جانماز کے نیچے سے قارون کا خزانہ نکلا چلا آتا تھا۔ کچھ کم نہ ہوتا تھا۔

(٦) حضرت شاہ بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم کے مردہ بیٹے کو ایک آواز میں زندہ کر دیا تھا۔

(۷) خود ہمارے پیر دستگیر حضرت سید ہاشم حسینی صاحب قبلہ قطب دکن بیجاپور رحمتہ اللہ علیہ کے کرامات حد حصر سے باہر ہیں مثلاً

(۱) اپنے پیر و مرشد حضرت سید عبداللہ حسینی صاحب قبلہ علوی شطاری القادری کے غرق ہونے والے جہاز کو سمندر سے نکالنا۔
(ملاحظہ ہو تذکرہ قطب دکن صفحہ (۲۰))

(۲) بادشاہ وقت کو اپنے عمر عزیز کے دس سال عنایت فرما کر پردہ فرمانا
ملاحظہ ہو صفحہ (۵۸)

(۳) بادشاہ وقت کا مست ہاتھی آپ سے خائف ہو کر زیر و زبر ہو جانا صفحہ (۲۵)

(۴) اپنے زمانہ حیات میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عالم بیداری میں مشرف بہ زیارت ہونا ملاحظہ ہو تذکرۂ قطب دکن صفحہ (۴۳)

۶۹
(۵) بعد وصال جسد مثالی سے تشریف لاکر اپنے مریدین کو تعلیم و تلقین فرمانا صفحہ

(۶) آفتاب کا آپکے اشارہ سے پلٹ آنا اور آپکا نماز عصر ادا فرمانا صفحہ ۵۰ بمصداق۔

دورِ حاضر کا پلٹنا آپ سے مشکل ہے کیا
ڈوبتے سورج کو جب آپ نے پلٹا دیا

یہ سب کچھ اسی لئے تھا کہ عوام الناس پر آپ کے مقام مسلم عرفان ہونے اور آپکے مامور من اللہ ہونیکی تصدیق ہو جائے اور فیض دائرہ کے تا حال برقرار رہنے کے ثبوت میں ترسیل مکتوب مورخہ ۷ رمئی ۱۹۵۹ء کا مشاہدہ کرایا گیا ہے تاکہ اہل ایمان کے یقین میں زیادتی اور مادہ پرستوں پر واضح ہو جائے کہ روحانیت کو مادیات پر ہر طرح قابو حاصل ہے۔ بمصداق

اولیا را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند زراہ

اولیاء کاملین تجلیات خداوندی کے مد نظر آلٰہی قوتوں کے حامل ہوا کرتے ہیں تاکہ مخلوق ان کی تقدسی طاقتوں کی قائل ہو جائے بمصداق

تا بداند خلق صوفی زندہ است
مشرب اہل صفا پائندہ است

غرض اس واقعہ سے بارگاہ ہاشمی کے روحانی تصرفات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکے ہیں کہ ادھر تکیہ خانہ بیجاپور کی مہر

مورخہ ۷ رمئی ۱۹۵۹ء ثبت ہونے کی دیر تھی آناً فاناً چشم زدن میں روحانی پرواز نے اس مکتوب کو میدک جیسے دور دراز مقام پر پہونچا دیا۔ جس پر ۷ رمئی ۱۹۵۹ء بارہ ساعت روز میدک پہونچنے کی مہر ثبت ہے۔ غرض یہ مکتوب اُس وقت میدک پہونچا ہے جبکہ بیجاپور میں جسد مبارک کی تدفین بھی عمل میں نہیں آئی تھی۔ یہ صاحبانِ فنا و بقار کی کرامت نہیں تو پھر کیا ہے۔ یہ مادی شہادت محض مادہ پرستوں کو اولیاء اللہ کی روحانی طاقتوں کا قائل کرنے کے لئے شہود میں آیا کرتی ہیں۔ ورنہ صاحبانِ صدق و یقین کے لئے اسکی قطعاً ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ ان کے قلوب علم و یقین کی دولت سے لبریز ہوا کرتے ہیں۔ بمصداق

کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا ہے شانِ غیب
متقی لاریب ہے تصویرِ غیب

غیب میں تھی بالیقین ذاتِ بشر
تخم میں پوشیدہ ہے جیسے ثمر

ہے یہی تعلیم غیبی کا اصول
ہے خدا خود میں خود کی شانِ رسول

قلب ہی اسلام کی میزان ہے
متقی کا غیب پر ایمان ہے

گر نہاں ہو متقی ایمان ہے
گر عیاں ہو متقی احسان ہے

فی الحقیقت وہ افراد بدنصیب ہیں جن کی بصارت بصیرت سے محروم ہے۔ بمصداق

جنہیں نظر نہیں کیا شان اولیاء دیکھے
وہ بدنصیب ہے جس کو نظر نصیب نہیں

خدا کی شان نبی اور نبی کی شان ولی
جو شان حق کا مشاہد نہیں نجیب نہیں

ف۔ چونکہ ان مشاہدات کی غرض و غایت انسان کو فرمانبرداری کی اصلیت اور مقام مسلم و مقام ولایت سے روشناس کرانا ہے لہذا فرمانِ مسلم کے عنوان سے اس حقیقت کو دماغ کرنے کی عزت حاصل کی جا رہی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف فقط

خادم احقر العباد۔ کاظمی شطاری القادری

فرمانِ مسلم

(بلا پابند قافیہ)

دو ٹکڑے چاند ہونے سے جہاں پر ہو گیا روشن
اثر فرمانِ مسلم کا زمیں سے آسماں تک ہے

یہی فرمانِ مسلم تھا کہ حضرت غوثِ اعظم نے
غریقانِ سمندر کو نکالا تھا سمندر سے

یہی فرمانِ مسلم تھا کہ حضرت شمس تبریزی
کیا مردہ کو زندہ قم باذنی امر مسلم سے

اسی فرمانِ مسلم کا اثر تھا پیر ہاشم نے
فلک سے ڈوبتے سورج کو پلٹایا اشارہ سے

یہی فرمانِ مسلم تھا کہ تاج الدین بابا نے
اٹھائی تین دن کی لاش کو اک اپنی ٹھوکر سے

جسد کی زندگی سے بھی ہے بڑھکر زندگی دل کی
دلوں نے زندگی پائی ہے پیرانِ طریقت سے

دلوں نے زندگی پائی ہے خلوت اور صحبت سے
صداقت سے امانت سے اطاعت سے محبت سے

یداللہ فوق ایدیہم بطونی ایک حرکت ہے
اسی حرکت سے حرکت ہے دلوں میں ذکر سرمد سے

اسی سے انفس و آفاق میں نسبت ہوئی قائم
موثر حال و قالِ مصطفٰے ہر دل میں بیعت سے

اسی فیضانِ بیعت کا اثر ہے کاظمی دل میں
کہ بیجاپور سے مکتوب پہونچا آپ واحد میں

عرض حال بہ بارگاہ حضرت قطب دکن رحمۃ اللہ علیہ بیجاپور

المدد یا پیر ہاشم دستگیر بیکساں
المدد یا قطبِ دوراں اے ابوالوقتِ زماں

نورِ چشم مصطفٰے اے وارثِ دینِ نبی
کیا بتائیں حال امت تم پہ روشن ہے سبھی

دیکھئے ہر سمت ہے ظلم و ستم شر و فساد
کذب و غیبت کبر و نخوت اور ریا بغض و عناد

دورِ حاضر کا پلٹنا آپ سے مشکل ہے کیا
ڈوبتے سورج کو جبکہ آپ نے پلٹا دیا

اے وہ ہمدردِ جہاں اے بے زبانوں کی زباں
بیل جب زخمی ہوئے خون مبارک تھا رواں

زخم دل سے امتِ احمد کی حالت ہے تباہ
آج ہر ہر زخم دل سے آ رہی ہے یہ صدا

اے مسیحائے زماں اے روح قدسی کی لقا
پھر ہمیں دکھلائیے بندہ نوازی کی ادا

آج حیواں سے بھی کمتر ہو گئی انسان کی جاں
جان لینے کی ہوس میں مبتلا ہیں بہر ناں

قدر و عظمت جان کی تھی عدل کا تھا اقتضار
چوہے کی خاطر پسر کو آپ نے قرباں کیا
نفس سرکش بھی خائف ہے تم سے دستگیر
مست ہاتھی ہو گیا تھا جس طرح دیوار گیر
ہر کس و ناکس ہوا شاہا تیرے در سے نہال
ہیں سلاطین دکن پہ بھی تیرے بذل و نوال
ہے صفحہ تاریخ پر روشن تیری بذل و عطا
شاہ کو دس سال اپنی عمر دی پردہ کیا
شانِ رحمت کہہ رہی ہے سائلوں سے بار بار
مانگ جو کچھ مانگنا ہے مانگ لے اے بیقرار
کیوں نہ اب ناچیز کا منظور ہو یہ عرض حال
بارگاہِ قطبیت سے رد نہیں ہوتا سوال
اے ابوالوقت زماں اس دور کو پلٹائیے
اپنی قدسی شان کو یک بار پھر دکھلائیے
گنبد اطہر سے باہر آئیے بہر خدا
شانِ رحمت پھر ہمیں دکھلائیے بہرِ خدا
پھونک دیجئے نفس کاظم میں وہ قدوسی اثر
جس سے مٹ جائیں زمانہ کے یہ سارے شور و شر
نذر خدمت میں عقیدت کے یہ گل اشکِ رواں
بر مزار پیر ہاشم دستگیرِ بیکساں

ولہ

اے روح پاک ہاشمی اے شان کبریا
ہم ہیں گنہگار خطار رو سیاہ
سہو خطا کے پتلے ہیں آدم کی ہیں نژاد
عذر گناہ جانتے ہیں بدتر از گناہ
پوشیدہ کیا ہے آپکی نظروں کے سامنے
بے عیب حق کی ذات ہے معصوم انبیاء
فرمانِ حق تعالیٰ سے منہ اپنا موڑ کر
حرص و ہوس میں ہو گیا ہر نفس مبتلا
شرمندۂ گناہ عفو کے ہیں خواستگار
نفس لعین سے بہر خدا دیجئے پناہ
ایسے بھی قصور جسے جانتے ہیں ہم
ایسی بھی ہیں خطائیں نہیں جانتے ذرا
کیا دیں حساب جبکہ گناہ بے حساب ہیں
شرمندۂ گناہ سے حساب و کتاب کیا
خود ہی ندامت اس کے گناہوں کی ہے سزا
شرمندۂ خطا کو سزائے مزید کیا

ہوتی نہ گر خطا تو خطائے عظیم تھی
پورا نہ ہوتا شانِ غفوری کا اقتضاء

کاظم بہ پیش وسعتِ رحمت گناہ چیست
بر ما مبین و بر کرم خویش کن نگاہ

نذرِ عقیدت بہ بارگاہِ حضرت قطبِ دکن رحمۃ اللہ علیہ

اے دستگیر دوراں والی قطب جہان عالم
نظرِ کرم خدارا حاضر بہ بارگاہم

مستغرقِ گناہم محجوب شرم سارم
از دردِ زخم عصیاں مجبور و بیقرارم

مارا مبین خدارا بر عفوئے خود نظر کن
با وسعتِ عفویت چہ نسبتِ گناہم

شاداب ساز مارا اے ابر رحمتِ حق
در انتظار رحمت پژمردہ چوں گیاہم

اے رحمتِ الٰہی اے شانِ مصطفائی
نازم بہ ایں وسالت ہمچو وسیلہ دارم

تو مرادِ من مریدم سوئے گدا نظر کن
قلبِ سلیم خواہم شاہا ز آستانم

ابوابِ قلب بکشا جذب و کشش عطا کن
سوز و گداز خواہم خواہم نہ مال و جاہم

تو مرا اگر نہ بینی دگرم ترا نہ بینم
ہر طاعت و عبادت باشد یقین گناہم

من نیست و بینوایم بر ہیبت قدایم
تابندہ شمائیم بر دین مصطفائیم

تو وارثِ بہشتی من مزرعہ شمائیم
روح الامین مزارع در اسم پاک ہاشم

از خلوتِ الٰہی جانان بجان رسیدی
چو بہ تن رسید کاظم بہ مزار پاک ہاشم

قطعۂ تاریخ مسند نشینی حضرت سید شاہ عبداللہ حسینی صاحب قبلہ شطاری علوی الہاشمی القادری

سجادہ بارگاہ حضرت قطب دکن رحمۃ اللہ علیہ

شان ہاشم آج ہے جلوہ فگن — فیض روح مصطفیٰ ہے جوش زن
دی نقیب خوشنوا نے بھی صدا — جانشینِ مرتضیٰ شیریں سخن
آج ہیں مسند نشین ہاشمی — شاہ عبداللہ حسینی خوش چلن
غیب ہی کا ہے شہادت میں ظہور — جلوہ فرما خود ہی ہیں قطبِ دکن
بادب سب عرض کرتے ہیں سلام — السلام اے جلوہ گاہ جان و تن
فیض ہاتف نے کہا اے کاظمی — سن یہی مسند نشینی کا ہے سن

۱۳۷۶ھ

مطلع الانوار فیضِ بارگاہ   آفتاب وارث قطب دکن

۱۳۷۶ھ

ہدیہ سلام بہ بارگاہِ حضرت قطبِ دکن بیجاپور رحمتہ اللہ علیہ

السلام اے پیر ہاشم دستگیر بیکساں   السلام اے قطبِ دوراں آپ ہو الوقت زماں

السلام اے قطبِ عالم اے شہنشاہ دکن   السلام اے فیضِ عالم وارثِ شاہِ زمن

السلام اے مظہرِ نورِ ولایت السلام   السلام اے مظہرِ شانِ رسالت السلام

السلام اے نورِ شمع شافعِ روزِ جزا   السلام اے حامی دینِ نبی خیرالوریٰ

السلام اے شانِ ہاشم معدنِ جود و سخا   السلام اے نورِ چشم مرتضیٰ شیرِ خدا

السلام اے فیض بخشی کے سہارے السلام   السلام اے فاطمہ زہرہ کے پیارے السلام

السلام اے روحِ قدسی کے نظارے السلام   السلام اے عرشِ اعظم کے سہارے السلام

السلام اے بزمِ قدسی کے ستارے السلام   السلام اے وحدتِ حق کے نظارے السلام

رحمتِ حق جوش میں پہونچا رہی ہے یہ پیام   مانگ جو کچھ مانگنا ہے مانگ پہونچا کر سلام

مرحبا شانِ کرم نظرِ عنایت السلام   ہر طلب ہوتی ہے پوری رد نہیں ہوتا سلام

کیجئے مقبول لِلّٰہ کاظمی کا بھی سلام

آپ پر لاکھوں درود اور آپ پر لاکھوں سلام

احقر العباد خادم ادارۂ ہاشمی

کاظمی شطاری القادری

فیضِ قُدسی

فیضِ قدسی کا تصدق کچھ عطا فرمائیے   وقت ہے رحمت کا خدارا کچھ دعا فرمائیے

رحمتِ حق کا سمندر آگیا ہے جوش میں   دیدۂ نم اور دل کے کچھ گوہر عطا فرمائیے

جلوہ گاہِ یار زنگِ دل کی صدا جاتی نہیں   قادریہ فیض سے دل کو رسا فرمائیے

آئے ہیں در پر تیرے دنیا کے ٹھکرائے ہوئے   اب اگر جائیں تو کس در پر ذرا فرمائیے

لفظِ الّا اللہ پر ہم کو غریبا آپ نے   آپ کے ہو کر کدھر جائیں بھلا فرمائیے

ہیں انانیت کے جھگڑوں میں رہ مولا سے دور   سب خیالِ ماسوا دل سے جدا فرمائیے

بغض و کینہ اور حسد دل پہ ہیں لاکھوں حجاب   یار سے اغیار کے پردے جدا فرمائیے

آپ کے در پر لگی ہے کب سے سائل کی نظر   دل کے ارمانوں کا پورا مدعا فرمائیے

معصیت میں ہو گیا ہے دل کا آئینہ سیاہ   دل کے آئینہ کی آقا کچھ جلا فرمائیے

حالتِ دل کے بدلنے کا اگر امکان نہیں   خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا فرمائیے

رحمتِ حق کا تقاضہ ہے کہ مانگے آپ سے   حق تعالیٰ کی عطا سے کچھ عطا فرمائیے

کاظم خستہ جگر کو عابدِ روشن ضمیر

ہاشمی سرکار کا صدقہ عطا فرمائیے

ضرورتِ یقین

مومن کو بس یقین جمانے کی دیر ہے — کلمہ کا راز دل میں سمانے کی دیر ہے
باطل نقوش فانی ہیں مٹ جائینگے تمام — ایک ضرب لَا اِلٰہ لگانے کی دیر ہے
بچنے کی دیر ہے نہ بنانے کی دیر ہے — وہم و دوئی کو دل سے ہٹانے کی دیر ہے
رگ رگ میں عشق و شوق کی چمکیں گی بجلیاں — بس اہلِ دل سے دل کو ملانے کی دیر ہے
اللہ کے خلیفہ کی تابع ہو کائنات — شانِ خودی کو جوش میں لانے کی دیر ہے
ارض و سماں کی بندشیں کھل جائینگی تمام — دل کو نظر سے اپنے ملانے کی دیر ہے

کاظم نمودِ شانِ خودی بے خودی سے ہو
ضربِ کلیم خود پہ لگانے کی دیر ہے

رباعیاتِ کاظم

ہاشم کا اسم اسم گرامی ہے مرحبا — جس جسم میں وہ اسم بسے پردہ کیمیا
روح الامین مخفی ہو جس اسم پاک میں — وہ اسم خود مسمّٰی ہے اس روح پاک کا

ایضاً

اسباب مسبب کے ہیں تابع واللہ — ہوتا ہے وہی چاہتے ہیں جو کچھ مو
جز حق کے کہاں حرکت و قوت کاظم — لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

سیرتِ ہاشمیؒ

ملنے کا پتہ

شاہ محمد مشتاق حسین کاظمی شطاری القادری

درگاہ آستانہ ہاشمی اناساگر آخری النگ قریب دائم پلی
تحت ٹپہ خانہ جوگی پیٹ ضلع میدک اے پی پن کوڈ نمبر 502270 انڈیا

ھدیہ 20 بیس روپے

وقف برائے اشاعت جلوہ کلیم مقصد فیوض
۱۳۵۹ھ

مطبوعہ: نیشنل فائن پرنٹنگ پریس حیدرآباد ۲
کتابت: شالیمار۔ محبوب بازار چادر گھاٹ حیدرآباد

QASID KITAB GHAR
Mohammad Hanif Razvi Nagarchi
Near Jamia Masjid, Arcot Dargah,
BIJAPUR-586104, (Karnataka)